ہم صرف قرآن و سنّت کے پیروکار ہیں

خادم حرمین الشّریفین شاہ فہد کا اعلان

ترتیب: پروفیسر محمد امین درانی

اسلامی کانفرنس کے رکن ممالک کے وزرائے اعلام (انفارمیشن منسٹرز) کی کانفرنس میں خادمُ الحرمین الشریفین الملک فہد بن عبدالعزیز آل سعود ایدہ اللہ نے شرکت کی۔ کانفرنس کی ابتداء میں آپ نے افتتاحی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے یہ بات زور دے کر کہی ''ہم صرف قرآن و سنت کے پیروکار ہیں' وہابی یا کچھ اور نہیں۔'' اسلامی نظام حکومت کے قیام کی خواہش رکھنے والے ہر دل کی یہی پکار ہے کہ کاش! تمام مسلم ممالک کے سربراہ اسی عقیدے اور عزم کا اظہار کریں۔ اس خطبہ کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ (ادارہ)

---

(۱) خادمُ الحرمین الشریفین نے ذرائعِ ابلاغ کی اہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ جس میں آپ نے اس بات کی وضاحت کی کہ ذرائعِ ابلاغ ٹیلی ویژن' ریڈیو' اخبارات اور مجلّے قوموں کی زندگی میں بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں لہٰذا ہم مسلم ممالک کو اس طرف بھرپور توجہ دینی چاہئے۔ ان ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہم پوری دنیا پر یہ واضح کر دیں کہ اسلامی عقیدہ وہی ہے جسے رب العزۃ و الجلال نے نازل فرمایا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے۔

(۲) علمائے اسلام کا مقام بہت بلند ہے اور ہمارے اوپر ان کے بڑے حقوق ہیں۔ ہمیں ان کا احترام و اکرام کرنا چاہئے۔ انہوں نے ہمارے لئے دین اور دنیا کے تمام اہم امور کی وضاحت کر دی ہے۔ انہیں اب بھی دنیا کے سامنے اسلامی عقیدے کے محاسن واضح کرنے چاہئیں۔

(۳) اسلامی عقیدہ' محبت و اخوت کا عقیدہ ہے۔ عزت و سربلندی عفو و درگذر کا عقیدہ ہے۔ اجتماعی' انفرادی اور گھریلو زندگی میں اسلامی عقیدہ کی بہت بڑی اہمیت اور اثرات ہیں۔ اسلامی عقیدے نے ہمیں فائدے اور نقصانات دونوں سے آگاہ کر دیا ہے۔

(۴) اسلامی عقیدے کا منبع کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ مسلمان کے ہاتھ میں ایک طاقتور اسلحہ ہے۔ لڑکے اور لڑکیاں دونوں اس طاقتور اسلحہ سے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

(۵) اسلام کی تعلیم و دعوت کے لئے حکمت کی بہت اہمیت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ حکمت کے ذریعے عقیدے اور اعمال کی تعلیم دیں۔ تعلیم میں کسی طرح کی شدت اختیار نہ کریں اور نہایت اخلاص و محبت کے ساتھ اسلامی تعلیم و دعوت کا کام سرانجام دیا جائے آپس میں نصیحت' اخلاص، سچائی اور خیرخواہی کو مدنظر رکھ کر کرنی چاہئے۔

(۶) استعماری پریس نے عالمِ اسلام' عرب دنیا' مغربی دنیا' اور مشرقی ممالک میں یہ پروپیگنڈہ کیا ہے ' ''سعودی حکومت وہابی ہے۔'' حالانکہ سعودی حکومت قرآن و سنت پر چلنے والی منفرد حکومت ہے (اللہ تعالیٰ اسے تاابد قائم و دائم رکھیں۔

آمین)

مغربی پریس نے دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ 'وہابی' کوئی خاص مذہب ہے جو اہل سنت اور سلف صالحین کے مذہب کے خلاف ہے۔ حالانکہ کوئی چیز ایسی نہیں جس کا نام 'وہابیت' ہو' ہم 'وہابی' نہیں قرآن و سنت کے پیروکار ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے طریقے پر چلنے والے ہیں۔

مغربی پریس اور ان کے حاشیہ بردار اس مملکت خداداد کی توہین کے لئے 'وہابی' کا لقب استعمال کرتے ہیں۔ وہ ہمیں گالی دیتے ہیں کبھی ہماری صفت کے لئے 'وہابی' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم قطعاً 'وہابی' نہیں ہیں۔

(۷) امام محمد بن عبدالوہابؒ حنبلی مذہب کے پیروکار تھے۔ انہوں نے سعودی عرب میں اور حرمین شریفین میں مستند اور جید علماء سے تعلیم حاصل کی۔ صحیح اسلامی عقیدے کی دعوت کے لئے انہیں سہارے کی ضرورت تھی۔ ہمارے دادا جان امام محمد بن سعود رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی مدد کی۔ ہمارے والد بزرگوار ملک عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے دین اسلام کی خدمت کی اور دعوت کے سلسلے میں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلے اور ان کی قربانیوں کی بدولت آج تک مملکت سعودیہ' قرآن و سنت کی دعوت کے لئے سرگرم عمل ہے۔

(۸) ہم حرمین شریفین کی تعمیر اور مشاعر مقدسہ کی تعمیر اور حجاج کرام کی آسائش کے لئے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں اور اپنی بساط کے مطابق انہیں آسانیاں پیش کرتے ہیں۔ یہ ہمارا قابل فخر فریضہ اور اعزاز ہے۔ (بشکریہ مجلہ الرابطہ)

راقم الحروف نے سعودی عرب میں اپنے قیام کے دوران اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ آل سعود نے حقیقت میں مملکت کے اندر قرآن و سنت کے قوانین کو عملاً نافذ کر رکھا ہے۔ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ اسلامی قوانین کی وجہ سے سعودی عرب' امن و سلامتی کا گہوارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آل سعود کی تاابد مدد کرے تاکہ اسلام کی تعلیمات پوری دنیا میں آسانی کے ساتھ عام ہو جائیں۔ اس وقت پوری دنیا میں **"مجمع الملک فہد قران پریس"** لاکھوں کے حساب سے مفت قرآن مجید کے نسخے تقسیم کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ روس میں ساڑھے تین لاکھ سے زائد تقسیم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔

اسی طرح جامعہ اسلامیہ میں **"مرکز خدمتہ السنتہ و السیرۃ النبویتہ"** احادیث اور سیرت نبویؐ کی کتابیں مرتب کر کے پوری دنیا میں اسلامی تعلیمات عام کرنے کے لئے کوشاں ہے۔

اس لئے یہ حقیقت ہے کہ سعودی عرب کے باشندے' آل سعود قرآن و سنت کے پیروکار ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام اور ائمہ مجتہدین کے صحیح طریقے پر عمل پیرا ہیں۔ **ایدھم اللہ بنصرہ العزیز و اذل اللہ اعدائھم۔**

صفحہ ۲۳ سے آگے

بقیہ:

اسلامی عقائد اور وحدتِ امت

کے بعض بنیادی اصول

بلند کرنا ہے۔ جس شخص میں ان مقاصد میں سے کوئی ایک مقصد موجود ہو وہ دعوت و تبلیغ کا اہل ہے' اگر اس میں چاروں میں سے کسی ایک کی اہلیت نہ ہو تو وہ دعوت کا اہل نہیں ہے۔

۵۱۔ توحید کی دعوت اور شرک سے اجتناب دعوت کی اصل اور غایت ہے۔

۵۲۔ اسلام کے اصول و مبادی کی طرف رجوع' فروع کی طرف دعوت سے زیادہ اہم ہے' مدعو کو مدنظر رکھتے ہوئے داعی کو دعوت کا ہدف متعین کرنا چاہیے۔

والحمدللہ اولاً و آخراً

بشکریہ: ماہنامہ محدث، بنارس

وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں کی آزادی اور عالمِ اسلام کا فریضہ

عبد المہیمن ۔ کرک

افغانستان میں کمیونسٹ افواج کی شکست اور اخراج کے بعد خود روس میں شکست و ریخت کا عمل ایسا تیز ہوا ہے کہ عالمِ اسلام اس تبدیلی کے لئے ذہناً تیار نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کی امداد کے بارے میں ابھی تک مسلم ممالک کی طرف سے کوئی متفقہ لائحہ عمل اختیار نہیں کیا گیا ہے۔

بلکہ پاکستان سمیت بعض اسلامی ممالک ذاتی حیثیت میں دو طرفہ تعلقات بڑھانے کے لئے رابطے قائم کر رہے ہیں افغانستان سے روسی افواج کے نکلنے کے بعد امریکہ اور مغرب نے محسوس کیا تھا کہ گورباچوف کی اصلاحات کے عمل سے زیادہ روس میں سی آئی اے کے کرنے کا کوئی کام باقی نہیں رہا' اس لئے امریکہ نے سی آئی اے کو دنیا کی منڈیوں پر قبضہ کرنے کا کام سپرد کر دیا۔

ایران کے خلاف عراق کے ساتھ امریکہ کے جو مراسم بڑھے تھے ان کا کارڈ لیکر مشرق وسطیٰ کے اس جنگجو کو یقین دلایا گیا تھا کہ اگر وہ کویت پر قبضہ کر لے تو امریکی انتظامیہ اس بارے میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی اور اسے عربوں کا اندرونی معاملہ سمجھا جائے گا ایران کے خلاف جنگ میں مذہبی اختلاف کی بنیاد پر عوامی مقبولیت کا غلط اندازہ لگا کر صدام حسین نے اپنے ہی محسنوں اور عالمِ اسلام کی بڑی اقتصادی قوتوں کو امریکہ کے آگے مجبور کر کے عالمِ اسلام کے اقتصادی سرچشموں کا رخ امریکہ کی طرف پھیر دیا۔

مشرق وسطیٰ کی اس جنگ سے عالمِ اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا' اعتماد اُٹھ گیا اسلامی اخوت مجروح ہوئی کچھ ممالک اپنی مجبوریوں سے عملاً امریکہ کے اسیر بن گئے کچھ امریکہ کے اس رچائے ہوئے ڈرامے کے اختتام پر اکیلے رہ گئے۔ مشرق وسطیٰ کی جنگ سے تحریکِ آزادئ فلسطین اور افغان جہاد پر گہرے اثرات مرتب ہوئے اب عالمِ اسلام میں اندرونی استحکام اور ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے امریکہ اس پوزیشن میں ہے کہ عالمِ اسلام کے بحیثیت قوت ابھرنے کے ان مواقع کو کچل دے۔

روس کی پسپائی کے بعد یورپی ممالک نے نئے اور وسیع تر اتحاد سے نئے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو منظم کیا۔ گورباچوف خود کشکول لیکر امریکہ اور یورپی برادری کے در پر امداد کے لئے حاضر ہوئے' مگر انھوں روس میں آزادی کی لہر سے کی وجہ سے وہ مدد نہیں کی جس کی خاطر گورباچوف کاسۂ گدائی لیکر یورپی برادری کے اجلاس میں حاضر ہوئے تھے۔

بہر حال یورپ کی یہ بیدار مغزی قابلِ داد ہے کہ امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر سے پہلے' روس کے بحیثیت سپر طاقت دنیا کے سٹیج سے ختم ہونے سے پہلے' یورپی ممالک نے اپنے آپکو اتنا

منظم کیا کہ وہ امریکہ کے ساتھ برابری کی بنیاد پر ہر سطح پر چل سکتے ہیں اور امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر میں شکار کو بحصّہ مساوی امریکہ کے ساتھ تقسیم کر سکتے ہیں۔

مگر ایک طرف اسلامی دنیا ہے جو امریکی امداد کے حصول کو اپنی سیاست کی بہت بڑی کامیابی سمجھتی ہے۔ مسلم دنیا نے، وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں کی آزادی سے اس پر جو فریضہ عائد ہوتا تھا، اس کے لئے کوئی طریقہ کار واضح نہیں کیا۔ وسط ایشیاء کی

نوآزاد مسلم ریاستوں کے برسرِاقتدار لوگ اسلام کے بارے میں اتنا جانتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد مسلمان تھے

مسلم ریاستوں کی روس کی دولت مشترکہ میں شمولیت اس بات کا ثبوت ہے کہ ان ریاستوں کو عالمِ اسلام کے سیاسی حالات پر اعتماد نہیں روس کی دوسری ریاستوں سمیت وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں بھی مجبور ہوں گی کہ وہ اسلامی رشتے کی بجائے اقتصادی فوائد کی خاطرامریکہ اور یورپی اقتصادی برادری کے نزدیک آئیں۔ امریکہ کی یہ کوشش ہو گی کہ وہ سیاسی اور اقتصادی ترقی کے لحاظ سے ان ریاستوں کو عالمِ اسلام سے ناامید کر کے اپنے ڈھب پر لے آئے۔ ایسا ہونا ایک قدرتی امر ہے کیونکہ وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں کی آزادی ان کی اسلامی تحریک کا نتیجہ نہیں بلکہ گورباچوف کی اصلاحات اور افغانستان کی جنگ میں ملوث ہونے اور روس کی غلط اور جارحانہ پالیسوں کا نتیجہ ہے۔

اب بھی مسلم ریاستوں میں جو لوگ برسر اقتدار ہیں۔ وہ سب کمیونسٹ پارٹی کے رکن رہے ہیں۔ وہ اسلام کے بارے میں اتنا جانتے ہیں کہ ان کے آباؤ اجداد مسلمان تھے وہ اسلام کو بحیثیت ایک قومی پہچان کے سمجھتے ہیں۔ وہ اسلام کی روح اور توحیدی شان سے واقف نہیں ہیں۔ وہ اقتصادیات کے پیمانے سے اسلامی اخوت کے رشتوں کو ناپیں گے اور عالمِ اسلام میں بھی کوئی ایسی ریاست موجود نہیں ہے جو اقتصادی، تجارتی اور قومی مفادات سے زیادہ قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے کوشاں ہو۔ مسلم ممالک میں ان کی اندرونی و بیرونی پالیسوں میں اسلامی اصولوں کی بالادستی قائم رکھنے کی بجائے ملکی مفادات کو اہمیت حاصل ہے ایسے حالات میں یہ توقع کیسے کی جا سکتی ہے کہ وسط ایشیاء کے مسلم ممالک عالمِ اسلام کے ساتھ تعلقات میں اسلام کے فیوض و برکات محسوس کر کے اپنے کھوئے ہوئے مقام کی تلاش میں سرگرداں رہیں گے۔

اقتصادی اور تجارتی تعلقات کے سوا ایسی کوئی بنیاد موجود نہیں کہ عالم اسلام آپس میں یا وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کے ساتھ اسلام کے حوالے سے مضبوط مؤقف اختیار کرے۔ صدیوں کے مسالک کے فروعی اختلافات نے خود مسلمانوں کو ایسے زخم دیے ہیں کہ آج اسلامی ممالک خلفائے راشدینؓ کا نظام مسلمانوں کو نہیں دے سکتے ساری دنیا میں اسلامی نظام کی حاکیت کے لئے تحاریک کام کر رہی ہیں مگر فروعی اور مسلکی اختلافات کی وجہ سے لا دین پارٹیوں سے زیادہ مسلمانوں کی طرف سے دینی تحریکوں کی مخالفت ہوتی ہے کسی اسلامی ملک کو یہ بھی جرأت نہیں کہ وہ اسلام کی تاریخ سے مطلق العنانیت کے داغ مٹا کر صرف قرآن و سنت کی حاکیت کو نافذ کر کے سلام کی توحیدی شان و شوکت کو غالب بنائے۔

اسلام دینِ توحید ہے۔جب تک اسلام کی توحیدی شان نمایاں نہ ہوں۔ اسوقت تک مسلمانوں کی وحدت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کی توحیدی شان نمایاں و غالب کرنا انبیاء علیہ اسلام کا مشن رہا ہے۔ یہ بہت کٹھن منزل ہے کہ انسان کو شرک کی تمام آلائشوں سے پاک کر کے خدائے وحدہٗ لا شریک کا بندہ بنایا جائے اور اسے طاغوت کی پیروی سے اٹھا کر خدا کی بندگی میں داخل کیا جائے۔

اس تھکا دینے والے کام سے علماء اسلام بھی گھبراتے ہیں اور حکمران بھی۔ حکمران اقتصادی ترقی کو محور سمجھ کر اسلامی دنیا کی مذہبی حالت کو پرانی ڈگر پر رہنے دیتے ہیں وہ عوام کو امن اور

خوشحالی   دینا ہی اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔علماء اپنے اپنے فرقوں اور مسلکوں کو دینِ حنیف سمجھ بیٹھے ہیں قرآن و حدیث سے زیادہ اپنے اپنے مسلک اور فرقوں کی شخصیات کے پیچھے پڑے ہیں۔ عالم اسلام کے اندر اس قسم کی مذہبی حالت کی وجہ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں کو اسلامی دنیا سے زیادہ توقعات ہوں گی بلکہ وہ ۷۰ سال تک منظم الحادی نظام کے تحت رہے ہیں وہ عالمِ اسلام کے اندر مذہبی حالات و

اسلام کی توحیدی شان نمایاں اور غالب کرنا انبیاءؑ کا مشن رہا ہے

واقعات کا مطالعہ کر کے اپنے انتظامی ڈھانچ اور سیاست میں مذہب کی مداخلت سے خوف محسوس کریں گے۔اس لئے یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ جدید دور کے تتبع میں وہ بھی اپنی پالیسیوں میں قومی مفادات کو زیادہ ترجیح دیں گے۔قومی مفادات کے تصور نے انسانیت کو ایک مارکیٹ بنا دیا ہے۔ جہاں ہمدردی اور اخوت کے جذبات نہیں پائے جاتے بلکہ اسے ذہین اور موقع شناس سمجھا جاتا ہے جو مارکیٹ کی اشیاء میں سے قیمتِ خرید کے مطابق فائدہ اٹھائے اور مارکیٹ سے دلچسپی مفاد کی حد تک ہوتی ہے۔ مفاد کا حصول یقینی ہو تو مارکیٹ میں دلچسپی ہو گی' مفاد کا حصول ممکن نہ ہو تو مارکیٹ کی طرف دو قدم چلنا بھی دشوار نظر آتا ہے۔

اب ذرا دیکھیں اگر وسط ایشیاء کی مسلم ریاستیں عالم اسلام پر نظر ڈالتی ہیں کہ جس عظیم اور وسیع اسلامی دنیا سے وہ ۷۰ سال پہلے بچھڑ گئے تھے آج اس میں کون سی اسلامی کشش باقی رہی ہے کہ عالمِ اسلام کے ساتھ تعلقات بنانے کے لئے وہ بیتاب ہوں اور اس اسلامی دنیا کو مضبوط و مستحکم بنانے میں قومی مفادات کی سطح سے بلند ہو کر خالص اسلام کی سربلندی کے لئے عالمِ اسلام کا ساتھ دیں۔

۱۔ آج دنیا میں کہیں بھی ایسی اسلامی ریاست موجود نہیں ہے جس کا مقصد خلافتِ الٰہیہ کا قیام ہو۔

۲۔ اسلام آج مطلق العنانیت' فروعی' مسلکی اختلافات اور فقہی شخصیات کے دبیز پردوں کی وجہ سے خلفائے راشدینؓ کے ادوار سے بہت دُور نظر آتا ہے اور کوئی بھی ملک اپنے آپ کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے تیار نہیں کہ مسلکی بندھنوں سے آزاد ہو کر حقیقی اسلام سے جا ملے۔

۳۔ سیاسی لحاظ سے بھی اسلامی دنیا پُر کشش نہیں ہے اسلامی دنیا میں کہیں بھی مثالی جمہوریت نہیں ہے۔ باہر کی دنیا سے یہاں انسانی حقوق اور شخصی آزادی زیادہ پابند سلاسل ہے۔

۴۔ دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی صف میں نظر آنے کے لئے اسلامی دنیا کے اکثر ممالک لادینیت کی حامی ہیں۔ اسلام کو بنیاد پرستی سے تعبیر کرتے ہیں اور احیائے اسلام کی تحریکوں سے خوف محسوس کرتے ہیں۔

۵۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی طفل مکتب ہیں۔

۶۔ اسلامی دنیا کی اندرونی خارجہ پالیسیاں اپنے اپنے قومی مفادات کے تابع ہیں' اسلامی اصولوں کے تابع نہیں اور نہ اپنی پالیسیوں کو وضع کرنے میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ اس سے امتِ واحدہ کے تصور کو تقویت ملے اور اس ساری قوت سے محض اسلام کی سربلندی مقصود ہو۔

۷۔ مغرب سے اچھے تعلقات کی استواری اسلامی دنیا میں سیاست کی کامیابی سمجھی جاتی ہے۔

۸۔ عالم اسلام کا سیاسی نظام گونا گوں نظاموں میں منقسم ہے اس میں ہر قسم کا نظام پایا جاتا ہے مگر اسلام' کہیں بھی حکمران نہیں ہے ایسے حالات میں یہ توقع کرنا کہ وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں کی آزادی سے پاکستان' ایران' ترکی اور وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں کے تعلقات سے ایک نئی اسلامی قوت ابھر آئے گی محض ایک خیالِ خام ہے۔

ہاں ایک مارکیٹ پیدا ہو سکتی ہے جس سے کسی حد تک ہم

ضروریات میں خود کفیل ہو سکتے ہیں مگر اسلامی قوت ایک علیحدہ تصور ہے' جدا نظریہ ہے۔ اسلامی قوت اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے تعبیر ہے نہ کہ اقتصادی مارکیٹوں سے۔

جب تک اسلامی دنیا کے ممالک اپنی اندرونی و خارجہ پالیسیوں اور دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات میں اسلام کو رہنما نہیں بنائیں گے اسوقت تک نہ غیر مسلم اقوام اسلام سے آگاہ ہو سکیں گی اور نہ اسلامی دنیا میں وحدت پیدا ہو گی اور نہ اسلامی دنیا قوت بن کر ابھر سکتی ہے۔ اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ واسکوڈے گاما یا کولمبس بن کر اسلامی کانفرنس میں شمولیت کر کے نئی دنیا دریافت نہیں کر سکتے بلکہ اسلامی کانفرنس میں وہ اس انحراف کی نشاندہی کریں کہ خلفائے راشدینؓ کے دور سے اب تک مسلمان حقیقی اسلام سے کتنے دور جاگرے ہیں اور ان کو دوبارہ کیسے قرآن و حدیث کے اعجاز سے جسدِ واحد بنایا جا سکتا ہے آج حالت یہ ہے کہ اگر کوئی سچ کا تلخ گھونٹ پینے کے لئے تیار ہو تو سچ یہی ہے کہ اسلامی دنیا پر اسلامی دنیا کی اصطلاح ہی درست نہیں آتی۔

(ا) آج کی اسلامی دنیا میں اپنے مسائل حل کرنے کی سکت نہیں۔ ایران عراق اور خلیج کی جنگ عالمِ اسلام کی بے عملی کے زندہ ثبوت ہیں۔

(ب) عالمِ اسلام کے مسائل پر ہم نفاق کا شکار ہیں مسئلہ فلسطین' مسئلہ افغانستان اور مسئلہ کشمیر اس مردِ بیمار کے جسم پر ناسور بن کر رس رہے ہیں۔

عالمِ اسلام کی بے حسی کا دوسرا نظارہ نہایت قابلِ افسوس ہے کہ جہاد افغانستان کے دروان جب اکثر اسلامی ممالک نے روسی جارحیت کی مذمت کی اور دنیا کے گوشے گوشے سے اسلامی تحریکوں کے کارکنوں نے افغان مجاہدین کے ساتھ تعاون اور یکجہتی کے مظاہرے کئے' تو امریکہ کے رَد شدہ صدر نکسن فوراً روس بھاگے اور دونوں سپر طاقتوں کو وصیت کی کہ

عالمِ اسلام کی بیداری کی فکر کریں اور اس بارے میں متفقہ لائحہ عمل اختیار کریں۔ جب افغان مجاہدین کامیابی کی دہلیز پر پہنچے اور افغانستان میں اسلامی حکومت کی قیام کی منزل قریب ہوئی تو مغرب کی دیکھا دیکھی اسلامی دنیا سے بھی مجاہدین پر 'بنیاد پرستی' کے تیر برسنے لگے۔

پاکستان کے سیکرٹری خارجہ اکرم ذکی نے بھی ایک انٹرویو میں کہا کہ وسط ایشیاء کی مسلم ریاستوں کی ہمدردیاں مجاہدین سے زیادہ نجیب کے ساتھ ہیں۔ اس قسم کے مذہبی جذبوں میں یہ ممکن نہیں کہ ہم اس خطے میں ایک نئی اسلامی قوت ابھرنے کی توقع رکھیں۔ ضروریات کے اجتماع کو قوت نہیں کہا جا سکتا اور نہ یہ رشتے دیرپا ثابت ہو سکتے ہیں۔

اسلامی دنیا کا مذہبی فریضہ ہے کہ وہ جہاد افغانستان کے اسلامی مقاصد کے حصول تک افغان مجاہدین کا ساتھ دے' خصوصاً اس بارے میں ساری ذمہ داری پاکستان پر عائد ہوتی ہے کیونکہ پاکستان' مسلم افغانستان میں شروع ہی سے حصہ دار رہا ہے کیونکہ جہادِ افغانستان کے اسلامی مقاصد کے حصول سے پاکستان کی نظریاتی ذمہ داریاں بھی پوری ہو جائیں گی۔ شہید صدر ضیاء جنہیں فوجی حکمران کہا جاتا ہے' وہ اس سلسلہ میں پاکستان کی نظریاتی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ تھے اور جہادِ افغانستان کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ افغانستان میں مجاہدین کے تحت اسلامی حکومت کے قیام سے ہی اس خطے کے مصائب ختم ہو سکتے ہیں۔ اور اس خطے سے غیر اسلامی افکار اور نظریات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

افغانستان میں اسلامی حکومت کی قیام سے ہی وسط ایشیاء کے اس خطے کے اسلامی ممالک اور عالم اسلام نئی قوت بن کر ابھر سکتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اسلام سے خائف عناصر کبھی بھی افغانستان میں حقیقی اسلامی حکومت کے حامی نہیں بن سکتے۔ وہ ہر اس ہاتھ کو مضبوط بنائیں گے جس سے فلسفہ جہاد کا تصور ماند پڑتا ہو کیونکہ دنیا جہادِ افغانستان کے اسلامی مقاصد کے حصول سے خائف ہے اور ان مقاصد کا حصول مسلمانوں اور اسلام کا نصب العین ہے۔ تاریخ اسلام میں ایک بار پھر امت مسلم اہم فیصلے کرنے سے دو چار ہے اور اسے صرف ایک کا انتخاب کرنا ہے .... طاغوت کی پیروی یا خدا کی بندگی۔

مجیب الرحمٰن شامی

الجزائر کے لوگو!

جلسۂ عام

اے...... الجزائر کے لوگو!

عربی، فرانسیسی اور بربری بولنے والو، گندم اگانے، زیتون سے طاقت حاصل کرنے، اور میٹھے انگوروں سے خود کو مسرت بخشنے والو!

بھیڑیں چرانے، اور گھاس کے مکانوں میں رہنے والو.... کارخانوں کو زندگی بخشنے اور پختہ عمارتوں میں بسنے والوں .... کھجوریں کھانے، اور خانہ بدوشی زندگی گزارنے والو........ وسیع صحراؤں اور گنجان شہروں میں رچ جانے والو!

اگر فاصلے کو میلوں سے ماپیں تو تم، ہم سے اتنی دور ہو کہ قافلہ پیدل روانہ ہو تو تم تک پہنچتے پہنچتے ہمارے لڑکے جوان ہو جائیں اور جوان بوڑھے ...... ہماری سہاگنیں کئی بچوں کو دودھ پلا چکی ہوں۔ کئی جوان آرزوئیں بڑھاپے کی لاٹھی تھامنے پر مجبور ہو جائیں۔

ہم بھاگ کر تمہاری مدد کو نہیں پہنچ سکتے، تمہاری آگ کے لئے پانی نہیں لا سکتے، تمہاری آندھیوں کے سامنے دیوار نہیں بن سکتے، تمہارے طوفانوں کے سامنے حصار نہیں بنا سکتے۔

شمالی افریقہ تک، جنوبی ایشیا کے رہنے والے چشم زدن میں کیسے پہنچ جائیں، کیسے پہنچ پائیں؟

لیکن اس سارے فاصلے کے باوجود، جغرافئے کی مسلط کردہ مجبوریوں کے باوجود ہم تمہیں صاف دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے کان تمہارے ترانوں سے گونج رہے ہیں، ہمارے دل تمہارے لئے دھڑک رہے ہیں، ہماری زبانیں تمہارے ساتھ مل کر نعرۂ تکبیر بلند کر رہی ہیں، ہمارے ہاتھ تمہارے لئے اٹھے ہوئے ہیں، ہمارے غازی تمہارے لئے گڑگڑا رہے ہیں، ہمارے غازی تمہارے لئے قدم بڑھا رہے ہیں۔ ہمارے شہید تمہارے شہیدوں کے ساتھ مل کر مسکرا رہے ہیں، صاف نظر آ رہے ہیں۔ ہمارا خون اور تمہارا خون ایک ہے۔ منزل ایک ہے تم ہمیں ساتھ بیٹھے ہوئے دکھائی دے رہے ہو تم ہمارے قافلے کے راہی ہو، ہم تمہارے قافلے کے راہی ہیں۔

تم نے اللہ کا کلمہ اس شان سے بلند کیا ہے کہ دنیا بھر میں بلند ہو گئے ہو، دنیا کے ہر کونے سے نظر آ رہے ہو، دشمن بھی تمہیں دیکھ رہے ہیں، دوست بھی تمہاری زیارت کر رہے ہیں۔ تم دشمن کی نگاہ میں کھٹک رہے ہو، اور اس کے دل میں بھی۔ تل ابیب پر لرزہ طاری ہے، اور واشنگٹن پر ایک ایک پل بھاری ہے دنیا کو درس جمہوریت دینے والے، تمہارے لئے جمہوریت کا تقاضہ نہیں کرتے تمہاری رائے کا احترام نہیں کرتے، تمہارے انتخابات کے نتائج کو تسلیم کرنے پر زور نہیں دیتے۔ انہیں بیجنگ میں جمہوریت کا مطالبہ بہت بھلا لگتا ہے سوویت یونین کو جمہوری بنانے کے لئے ان کی بے تابیاں دنیا نے دیکھی ہیں۔

باقی صفحہ ۲۳ پر

شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق (کویت)
ترجمہ: ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی

اِسلامی عقائد اور وحدتِ اُمّت کے بعض بنیادی اصول

کتاب و سنّت کی روشنی میں

الحمد لله الذی هدی هذه الأمة طريق الرشاد و اكرمها ببعثة النبی الخاتم الكريم محمد سيد الأولين و الآخرين و حفظ لها كتابها من التغيير و التبديل، و سنة نبيها من التضيع و جعل طائفة منها على الحق ظاهرة منصورة، لا يضرها من خذلها و خالفها الى يوم القيامة۔

و الصلاة و السلام على نبی الهدیٰ و الرحمة الذی أمر بالجماعة و الاعتصام بكتاب الله و سنته و حذر من مخالفته ذلك، و على آله و اصحابه الطيبين الطاهرين الذين بلغوا الرسالة و أدوا الامانة كاملة غير منقوصة، و على التابعين لهم باحسان إلى يوم القيامة، و نسأله تعالىٰ ان يجعلنا منهم، و بعد!

ہر طرح کی تعریف و توصیف، اور حمد و ثنا کی مستحق و سزا وار اللہ رب العزت کی ذات ہے جس نے امت محمدیہ کو رشد و ہدایت کی شاہرہ پر گامزن فرمایا، اسے نبی آخرالزماں سیّد الاولین و الاخرین محمد بن عبد اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے سرفراز فرمایا، اس کے لئے کتابِ ہدایت یعنی قرآن مجید کو ہر طرح کی تبدیلی اور تحریف سے محفوظ رکھا، اس کے نبی کی سنت کو ضائع ہونے سے بچایا، امت محمدیہ کے ایک طبقہ کو حق کے ساتھ غلبہ دیا جو مؤید من اللہ ہو گا، ان کی مخالفت کرنے اور ان کو ذلیل و رسوا کرنے والے تا قیامت ان کو گزند نہیں پہنچا سکتے۔

نبیِ رحمت اور رسولِ ہدایت پر درود و سلام ہو جس نے اتحاد واجتماع اور کتاب و سنت کے اعتصام و تمسک کا حکم دیا، اس کی مخالفت سے منع فرمایا، اور آپ کی پاکیزہ اور طاہر آل و اولاد اور اصحاب پر تا قیامت درودد سلام ہو، جنہوں نے پیغامِ رسالت اور امانتِ اسلام کو بلاکم و کاست پورے طور پر پہونچا دیا، اور تا قیامت ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین پر درود و سلام ہو۔

ہم اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی انہیں لوگوں میں بنا دے۔ آمین!

وبعدہ. صدراول کے بعد ہی سے امت اسلامیہ اختلاف کا شکار ہو گئی، یہ اختلاف ابتداء اپنی معمولی شکل میں نمودار ہوا تھا، لیکن اس کا سلسلہ برابر جاری رہا حتی کہ اس سے امت کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ اس کی شان و شوکت ماند ہو گئی اور اسی بنا پر دشمن اس پر غالب آ گئے، جو کچھ پیش آیا اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل پیش گوئی کے عین مطابق تھا کہ:

افترقت اليهود على احدى و سبعين فرقة و افترقت النصارىٰ اثنتين و سبعين فرقة و ستفترق امتی على ثلاث و سبعين فرقة كلها فی النار الا واحدة۔

یہود ۷۱ فرقوں میں بٹ گئے، اور نصاریٰ ۷۲ فرقوں میں، اور یہ امت محمدیہ ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی، اس میں ایک

فرقہ کے علاوہ سب کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔

لیکن بایں ہمہ ہم اس بات کے مکلف ہیں کہ آپس میں متحد و متفق رہیں' ہماری صفوں میں اختلافات نہ در آئیں' ہم اختلافات سے باز آ جائیں' لیکن مسلمانوں کے مابین اتفاق و اتحاد اوران کی شیرازہ بندی' عقیدہ ایمان ' شریعت و قانون اور ہدایت و طریقت کی اسی اساس اور بنیاد پر ممکن ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

مسلمانوں میں افتراق و اختلاف اس وقت راہ پایا جب ان کے عقائد و اعمال اور عبادات و تشریعات میں بدعتوں نے راہ پانا شروع کیا۔ بلا علم تقوّل علی اللہ -- اور کسی رائے اور خیال پر تعصب کا ایسا رویہ اختیار کرنا کہ جس سے نصوص شرعیہ پر عمل ممکن نہ ہو' جب ان امور نے دین میں راہ پالی تو امت اختلاف و انتشار کا شکار ہو گئی۔

سلفی عقیدہ ہی وہ اساس ہے جو کلمہ واحدہ پر مسلمانوں کو متحد کر سکتا ہے اور جس کے ذریعہ سے دین میں تشتت و افتراق سے بچا جا سکتا ہے' اس لئے کہ یہ عقائد مسلمانوں کا رخ کلی طور پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی طرف موڑ دیئے ہیں۔

زیر نظر مضمون میں سلفی عقائد کے اصول و مبادی اور کلیات کا بیان ہے' اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس مضمون سے مسلمانوں کو ایسے وقت میں فائدہ پہونچائے' جس وقت اختلاف کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوگیا ہے' جو عام ابتلا اور آزمائش کی صورت اختیار کر چکا ہے' اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر دشمن کی گرفت مسلمانوں پر مضبوط ہو گئی ہے۔

اللہ تعالی ہی معین و مدد گار ہے' اور توفیق بھی اسی کی رہین منت ہے (واللہ سبحانہ و تعالی ھو المستعان' وبہ التوفیق)

"سلفیت" کی تعریف اور اسکی تاریخ یونانی علوم و فلسفہ کو جب عربی زبان میں منتقل کیا گیا تو اس کے نتیجہ میں کلام اللہ میں تاویل و تحریف اور اس کے معانی میں ظاہری اور معنوی الٹ پھیر کا سلسلہ شروع ہوا' عقیدہ اسلام کے فہم میں اس انحراف کے بعد "سلفیت" کی اصطلاح وجود میں آئی' اسی وقت مسلمان عقائد کے باب میں "سلفی" اور "خلفی" (غیر سلفی) دو گروہوں میں بٹ گئے۔

سلفی یا اہل حدیث یہ وہ لوگ ہیں جن کا اعتقاد یہ ہے کہ ہم ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جس پر اوائل اسلام یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان رکھتے تھے' وہی ہمارے سلف صالح ہیں اور اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جس پر امام احمد وغیرہ جیسے آئمۂ دین ایمان لائے' جن کے تقویٰ' دینداری اور زہد و ورع اور صحیح دینی فہم و بصیرت پر دنیا شاہد ہے۔

خلف یا غیر سلفی خلف وہ جماعت ہے جس نے یونانی منطق کو حاصل کیا۔اس سے متاثر ہوئے اور کہا کہ صفات باری تعالی وغیرہ عقائد کے مسائل میں قرآن و حدیث کے نصوص کے ظاہری معنی پر ایمان سے اللہ تعالی کی اس کی مخلوق سے تشبیہ لازم آتی ہے' اسی بنا پر انہوں نے آیات و صفات میں تحریف و تاویل کا راستہ اختیار کیا تاکہ ان کے زعم میں اللہ تعالی کا فضل و کمال موزوں و مناسب طور پر ثابت اور متحقق ہو جائے۔

تاویل و تحریف میں کمی و بیشی کے اعتبار سے یہ گروہ مختلف گروہوں میں بٹ گیا' بعض لوگ کم تاویلاوت کرتے تھے' اور بعض لوگ خوب خوب تاویل کرتے' ان کا خیال ہے کہ تاویل میں ان کی یہ روش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روش سے زیادہ عالمانہ اور حکیمانہ ہے' اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ محفوظ و خدشات سے پاک تھا' لیکن بہرحال وہ غیر علمی اور غیر حکیمانہ تھا ان کے الفاظ یہ تھے۔

"طریقۃ السلف اسلم' و طریقۃ الخلف اعلم و احکم"

"سلف کا طریقہ محفوظ اور خدشات پاک ہے' اور خلف کی روش زیادہ علمی اور حکیمانہ ہے۔"

پھر جب مسلمانوں میں ماہرین علوم شریعت مشاہیر پیدا ہوئے' ان میں سے ائمہ اربعہ (ابو حنیفہ' مالک' شافعی' احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کی فقہ کی تدوین عمل میں آگئی' بعد کے اکثر لوگوں نے اس مدون و مرتب فقہ پر عمل کا التزام اس طرح سے

کیا کہ اس سے ادھر یا ادھر نہیں ہٹتے تھے' اس سے اسلامی شریعت کی وحدت پارہ پارہ ہو گئی' حتی کہ ہر فقہی مذہب ایک مستقل شریعت کی حیثیت اختیار کر گیا' فروعی اختلافات کا دائرہ اتنا وسیع ہوا کہ اس کی زد میں وہ اصول بھی آ گئے جن سے یہ فروعی مسائل مستنبط ہوئے ہیں' ایک گروہ نے چند اصولوں پر اعتماد کر لیا' دوسرے گروہ نے ان اصولوں کو نا قابل اعتماد سمجھا' پھر جمود و تعطل کا دور آیا۔ بعض لوگوں نے فتویٰ صادر کر دیا کہ اب اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے' ہر آدمی اپنے مذہب پر سختی سے جم گیا' آخر کار اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی شریعت انسانی زندگی سے بے دخل ہو گئی۔ غیر اسلامی کافرانہ قوانین نے اس کی جگہ لے لی' عام و خاص سبھی لوگوں نے ان کے آگے سر تسلیم کر دیا۔

پھر عصر حاضر میں بعض حضرات نے سوچا کہ واجب العمل دلائل کی رعایت کے بغیر معنی و مصالح کے مناسب امور کو ہر مذہب سے لے کر تلفیق بین المذاہب کے اصول پر شرعی مسائل میں پیوند کاری کی جائے۔

سلفی تحریک کے علما اور داعیوں نے ہر زمانہ میں یہ دعوت دی کہ اجتہاد کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے جو اس کی صلاحیت و استعداد اپنے اندر پاتا ہو' برابر کھلا رہنا چاہیے' اور یہ کہ ائمہ اربعہؒ اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہؒ اسلام و فقہائے عظامؒ نے جن فقہوں کو مرتب و مدون فرمایا ہے ہر ایک کی کاوش و تحقیق کا کتاب و سنت کی مخالف رائے کے ساتھ تعصب کے بغیر مطالعہ کیا جائے' اور ہر اختلافی مسئلہ میں حکم کتاب و سنت کو مانا جائے۔

۱۔ قرآن کریم اور فہم قرآن کا طریقہ ۱۔ اللہ کی کتاب قرآن مجید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کلام الٰہی ہے جو ہم تک متواتر طور پر پہنچا ہے' جس کی تلاوت عبادت ہے جو اسلام کا زندہ جاوید درخشاں دائمی معجزہ ہے' اور اسلام کے مطالعہ کی پہلی بنیاد ہے۔

۲۔ اس کتاب میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے دنیوی و اخروی مصالح و منافع کے سارے احکام و قوانین کو بالتفصیل بیان کر دیا ہے' ارشاد باری ہے:

و نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شئ و ھدی و رحمۃ و بشریٰ للمسلمین- (سورۃ النحل ۸۹)

۳۔ قرآن کریم کی جزئیات میں کسی بھی نوعیت کا کوئی اختلاف نہیں ہے' ایک معنی کی آیت قرآنیہ سے کسی ایک آیت سے کوئی حکم علی الانفراد اخذ نہیں کیا جائے گا' بلکہ تمام آیات کو ایک دوسرے سے ملا کر مفہوم سمجھا جائے گا۔

۴۔ قرآن مجید اپنی تالیف و ترکیب یعنی لفظی اور معنوی دونوں حیثیتوں سے معجزہ ہے' اس میں علمی معجزات ہیں' انسانوں کے دل و دماغ پر اس کی سحر انگیزی اور تاثیر' لوگوں کے احوال کی اصلاح' یہ سب معجزہ ہیں' کیونکہ ہر مومن صادق کے دل و دماغ اس نور ہدایت سے منور اور مسیر ہیں'

۵۔ قرآن کریم کا ایسا فہم جو انسان کو عمل صالح اور اصلاح و تزکیہ نفس پر ابھارے تین چیزوں کے بغیر ناممکن ہے۔

ا۔ عربی زبان و ادب جس میں قرآن کریم نازل ہوا' کا فہم و علم۔ کتاب اللہ کا فہم سلیم عربی زبان میں مہارت کی مقدار ہی پر منحصر ہے۔

ب۔ حدیث کا مطالعہ اور اس کا فہم و تدبر۔ کیونکہ سنت رسول علی صاحبہا الف الف تحیۃ و سلام ہی منشا الٰہی کی عملی تطبیق' اور قولی توضیح و تشریح ہے۔

ج۔ اللہ رب العزت سے قرآن فہمی کی دعا اور اس ہدایت یابی کا سوال۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر انسان ہدایت تک نہیں پہنچ سکتا' بلکہ اس کے لئے وہ مختلف اسباب و وسائل اختیار کرتا ہے اور اللہ کی رحمت و توفیق سے اسے ہدایت نصیب ہوتی ہے' اسی بنا پر قرآن کریم کا ہر طالب علم ہدایت یاب نہیں ہوتا۔

قرآن کریم کے طالب علم کے لئے فہم قرآن میں ممد و معاون ان مفسرین کے اقوال کی اطلاع و آگاہی بھی ہے جیسے امام محمد بن جریر طبریؒ اور حافظ ابن کثیر دمشقیؒ وغیرہ۔

۲۔ سنت یا حدیث ۱۔ قرآن مجید کے علاوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شریعت سازی کے لئے سارے اقوال و افعال اور

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۃ یوسف ۱۰۸)

MONTHLY DAWAT URDU

ماہنامہ مجلہ توحید و حکمت

دعوت

بانی: الشیخ جمیل الرحمن

سرپرست: الشیخ سمیع اللہ

امیر جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ - افغانستان

کلچرل کمیٹی جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ (اہلحدیث) افغانستان

رجب المرجب، شعبان المعظم سنہ ۱۴۱۲ھ / جنوری، فروری سنہ ۱۹۹۲ء شمارہ ۶-۷، جلد ۵ مسلسل ۵۳-۵۴

اس شمارے میں

مجلس ادارت

الشیخ غلام اللہ رحمتی

عبدالرحمن بخاری ○ سید اکرام الحق جاوید

اے۔آر مظہر ○ عبدالرحیم

ہمارے نمائندے

افغانستان: عبدالحمید شورش	سعودی عرب: فیضان اللہ
اسلام آباد: عفیف احمد	امریکہ: عبدالرحمن احمد
پشاور: غنی اللہ مسلم	برطانیہ: منور علی
لاہور: حماد شاکر	جرمنی: وائی۔ ایم حمیم
کراچی: چوہدری ظہور احمد	ہالینڈ: عماد الدین یحیی اسمٰعیل
کوئٹہ: عرفان مینگل	مظفرآباد: بشیر قریشی

زر تعاون

پاکستان میں	بیرونی ممالک کیلئے
ماہانہ: ۱۰ روپے	ماہانہ: ۲ ڈالر
سالانہ: ۱۰۰ روپے	سالانہ: ۲۰ ڈالر

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ اکاؤنٹ نمبر ۱۹۴۹۵-۱۴ حبیب بنک کینٹ صدر - پشاور

پتہ: ماہنامہ "دعوت" (اردو) ○ پوسٹ بکس نمبر ۶۱۴ پشاور - پاکستان

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افعال پر آپ کا سکوت (جس کو اصطلاح میں "تقریر" کہتے ہیں)، کو سنت یا حدیث کہتے ہیں۔

۲۔ سنت صرف علماء حدیث کے وضع کردہ علمی اصولوں سے ثابت سندوں سے ماخوذ ہو گی، اور جو چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو اس سے نہ تو استدلال کیا جائے گا اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے گا۔

۳۔ سنت پر ایمان اور اس پر عمل ایسے ہی واجب ہے جیسے قرآن پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے، فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احادیث کے معانی و مفاہیم پر عمل کرنا بتایا ہے، اور قرآن کے لفظ و معنی دونوں سے عبادت مقصود ہے۔

۴۔ سنت قرآن کی ضد اور مخالف نہیں ہے اس لئے کہ دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔ ارشاد باری ہے:

و ما ینطق عن الہویٰ ان ھو الا وحی یوحی۔ (سورۃ النجم ۳-۴)

نہ ہی آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں کرتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے۔

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک و لا تکن للخائنین خصیما۔ (سورۃ النساء ۱۰۵)

بے شک ہم نے آپ کے پاس حق کے موافق کتاب بھیجی تاکہ آپ ان لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلایا ہے، اور آپ ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شرعی امور میں اجتہادات فرمائے ہیں وہ سب حق و صواب ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی کسی باطل چیز پر برقرار نہیں رکھ سکتے۔

صحیح سندوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ ثابت ہے اس پر اعتقاد و عمل واجب ہے اس کو "خبر آحاد" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

۳۔ توحید کے مسائل ۱۔ اس کائنات کا خالق، جس میں ہم اور آپ زندگی گذار رہے ہیں، معبود برحق، حکیم، علیم، قدیر، قیوم، اللہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ کائنات جس نظم و ضبط اور ترتیب و تنسیق اور اتقان و پختگی کے ساتھ قائم ہے، کائنات کے اجزاء و عناصر ایک دوسرے کے آپس میں اس طرح محتاج ہیں کہ بغیر، قدیر اور معبود برحق اللہ کے اس کائنات کی بقاء و استمرار محال ہے۔

۲۔ اللہ رب العزت نے اس کائنات کو عبث اور بیکار نہیں پیدا کیا ہے، اس لئے کہ جس ذات کی یہ صفات و خوبیاں ہوں وہ اپنی تخلیق وصناعی میں صفت عبث سے متصف نہیں ہو سکتی، اس تخلیق کے سلسلہ میں اللہ کی مشاء و مراد کو وحی اور رسولؐ کے بغیر سمجھنا محال ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل بھیجے، کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگ اسے سمجھیں اور اپنی تخلیق کا مقصد اور حیات ومعاد کی غرض و غایت معلوم کریں - اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام کی تائید ایسے معجزات اور ایسی نشانیوں سے فرمائی جو اس بات کی شاہد ہیں کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنے رب کی طرف سے جو پیغام لے کر آئے ہیں، اس میں یہ سچے ہیں۔

۴۔ سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی نبی آخرالزماں محمد بن عبد اللہ صلی علیہ وسلم ہیں، اللہ رب العزت نے آپ کی نصرت و تائید قرآن جیسے زندۂ جاوید معجزہ سے فرمائی اور بہت سارے معجزات سے بھی نوازا۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی بہت ساری صفات اور خوبیوں سے ہمیں مطلع فرمایا ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اور جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا، ان اسما و صفات پر ہم اس کے اصلی عربی معنی و مفہوم کے مطابق بغیر کسی تحریف، تاویل و تشبیہ کے، ایمان لاتے ہیں، اس لئے کہ یہ وہ زبان ہے جس میں یہ صفات نازل کی گئی ہیں۔

اور اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کی صفات کے یہ مفاہیم اور اسماء اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکریم کے لائق ہیں اس لئے کہ صفات ہمیشہ اس ذات کے مناسب اور حسب

حال ہوا کرتی ہے جس سے ان کو متصف کیا جاتا ہے۔

۶۔ ہم صفات باری تعالی کے سلسلے میں کسی طرح کا فرق و امتیاز نہیں رکھتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کا انکار' یا اس کی تاویل و توجیہہ کر دیں' بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ سب کچھ ہمارے رب کی جانب سے ہے۔

۷۔ انسانی وجود کی غرض و غایت' ذات باری تعالی کی معرفت اور شناخت' جیسا کہ اس نے اپنی تعریف و توصیف اور حمد و ثنا بیان کی ہے' اور اس کی اطاعت و عبادت ہے' یہ اطاعت باری تعالی کو نہ تو نفع پہنچاتی ہے اور نہ نقصان' اللہ تعالی کی ذات اس سے برتر و بالا اور پاک ہے' یہ تو محض ابتلاء و آزمائش اور امتحان اور عابد کے نفس و قلب کی اصلاح و تہذیب اور تزکیہ ہے۔

۸۔ مطیع و فرمانبردار مومن کی جزاء جنت ہے' اور نافرمان کافر کی جزاء جہنم۔

۹۔ اللہ وحدہ لا شریک کی سنت کے مطابق غایت درجہ خشوع و خضوع کے ساتھ مطلق اطاعت و فرماں برداری کو اطاعت کہتے ہیں انسانی ذہن و دماغ اس امر کا ادراک کر سکے یا نہ کر سکے مذکورہ دونوں شرطوں میں سے اگر کوئی شرط اس عبادت میں نہ پائی جائے گی تو ایسی عبادت باطل ہو گی' اور اس کا کرنے والا عذاب و عقاب کا مستحق ہو گا۔

۱۰۔ مخلوقات کو ان کی قدر و منزلت پر رکھنا واجب ہے فرشتوں کے لئے کتاب سنت میں صفات' اعمال اور حدود متعین اور ثابت ہیں' جس سے وہ تجاوز اور انحراف نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی جنوں کا معاملہ ہے ان میں سے ہر فرد کے لئے ثابت شدہ قدرو منزلت اور حد ہے جس میں غلو اور مبالغہ آمیزی یا کوتاہی ناجائز ہے۔

گذشتہ باتوں کا ماحصل یہ ہے کہ شرک کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ صفات باری تعالی میں سے کسی صفت کی قدرو منزلت میں کوتاہی و تقصیر یا اس کا جحد و انکار۔

اس نوع سے متفرع ہونے والے امور میں اللہ تعالی کے لئے واسطوں اور شفاعت کرنے والوں کو بنانا ہے' اس لئے کہ یہ اللہ تبارک و تعالی کو دنیا کے بادشاہوں کے مشابہ قرار دینا ہے' کیونکہ ان بادشاہوں کے یہاں سے شفاعت اور وساطت کے ذریعہ مجرم معافی پاتا ہے' حاشا للہ عن ذلک۔

(ب) مخلوقات کی کسی صفت میں اتنا غلو کہ وہ اس صفت سے مشابہ ہو جائے جس سے متصف ہونے میں اللہ تعالی منفرد ہے' اس کے فروغ میں یہ ہے کہ بعض انسانوں کی ربوبیت والوہیت کا اعتقاد رکھا جائے' ان کو ان کے حق سے زیادہ قدر و منزلت دی جائے اور ان کے لئے وہ چیزیں مخصوص کی جائیں جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے مناسب نہیں ہے۔

انسانوں کے دینی اور دنیاوی امور و معاملات میں شریعت سازی اور قانون سازی صرف اللہ رب العزت کا حق ہے جس سے تجاوز نہیں' عالم دین شریعت کے دائرہ میں احکام کا استنباط و اجتہاد کرے گا' اور اس سے عمداً خروج ناجائز ہے۔

۳۔ انسان خیر و شر اور بھلی و بری چیزوں کو اپنے اختیار اور اپنی مرضی سے حاصل کرتا ہے لیکن اللہ تعالی کی مدد و توفیق کے بغیر وہ کوئی کار خیر نہیں کر سکتا نہ ہی کسی شر کا ارتکاب اللہ تعالی پر جبر کر کے کر سکتا ہے' اس کی مشیت اور ارادے کے دائرے ہی میں رہ کر وہ کوئی کام کر سکتا ہے۔

۴۔ اللہ تعالی ہر اس چیز کا علم رکھتا ہے جو واقع ہو چکی ہیں یا آئندہ واقع ہوں گی اور نہ واقع ہونے والے امور کو بھی جانتا ہے جو اگر واقع ہوتے تو کیسے واقع ہوتے۔

۵۔ قیامت کا علم صرف اللہ تعالی ہی کو ہے' اس کی علامتیں ہیں جس میں سے بعض کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے اور تفصیلی طور پر اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات موجود ہیں۔

۶۔ انسان کا منتہائے کمال اس کا حسن عمل ہے جس کا وصف یہ ہے کہ انسان عبادات' معاملات' اخلاق اور صنعت و حرفت وغیرہ کو کامل ترین صورت میں انجام دے' اور یہ سب صرف اللہ کی خوشنودی اور رضا جوئی کے لئے ہو' اس کا ذریعہ خوف الہی ہے' اسی تقوی اور خشیت کے بقدر درجہ کمال و احسان حاصل ہو گا۔

۷۔ ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرتے ہیں اور ان کے لئے اس امر کی شہادت دیتے ہیں، جس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے انہیں دی۔ اللہ و رسولؐ کی طرف سے ایمان کی شہادت اور جنت کی بشارت دینے کے بعد جس شخص نے ان سے کسی ایک صحابی کی بھی تکفیر کی وہ کافر ہو گیا۔

۴۔ فہم و استنباط اور اجتہاد کے مسائل ۱۔ سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی مسئلہ پر اجماع کی مخالفت ہرگز جائز نہیں ہے۔

۲۔ اختلافی امور میں کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ کی طرف رجوع ضروری ہے۔

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے مسلمان مسائل میں مصیب اور مخطی ہوتے ہیں، کتاب اور سنت کی کسی نص کے مخالف کسی کا قول قابل قبول نہیں ہو گا۔

۴۔ لوگوں کے تین طبقات ہیں:

(ا) عامی، یہ طبقہ اہل علم و دین میں سے جس سے حسن ظن رکھتا ہے اس کی تقلید و اتباع کرے گا۔

(ب) مجتہد عالم کا طبقہ، اس طبقہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ دلیل کی روشنی میں راجح مسئلہ اختیار کرے۔

(ج) متبع، یہ وہ طبقہ ہے جس کے پاس علم و فہم کا ایک حصہ ہوتا ہے، اس کو کسی کی تقلید نہیں کرنی چاہیے، ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ شرعی احکام کو ان کے دلائل کے ساتھ ایسے لوگوں کی معرفت حاصل کرے جن کے علم اور دین پر اعتماد ہو۔

۵۔ دلیل سے عاری اقوال و آراء کی حیثیت مساوی ہے، کسی ایک پر عمل جائز ہے، ایسی صورت میں جب مکلف کا دل اس پر مطمئن ہو، کسی قول پر تعصب و جمود گمراہی ہے۔

۶۔ مسلمان ولی امر کی اطاعت ان امور میں کرنی چاہئے جن کا وہ مسلمانوں کے مصالح و مفادات کے لئے اجتہاد کرتا ہے اس کی نصیحت و خیر خواہی واجب ہے، اس کی مخالفت صرف اس صورت میں جائز ہے کہ وہ صریحاً اللہ کی معصیت و نافرمانی کا حکم دے، (جن مسائل پر عالم کو اتفاق و انشراح نہیں ہے، اگر کسی مفتی کے پاس اس پر دلیل ہو تو وہ اس پر فتویٰ دے سکتا ہے)۔

امیر کی عام امور میں اطاعت اگرچہ وہ تاویل کی قبیل سے کیوں نہ ہو، جائز ہے، لیکن خاص امور و مسائل جن کے خلاف دلیل قائم ہو، اور جس کی مخالفت مسلمانوں میں تشتت و افتراق کی موجب نہیں، اس کی اطاعت جائز نہیں۔

۷۔ انسانوں کی معیشت و معاشرت کے نئے مسائل واحکام کا حکم درج ذیل ہے:

(الف) اگر یہ نئے مسائل وسائل کے باب سے ہوں تو ان کے استعمال کے اعتبار سے ان پر حکم لگایا جائے گا، اگر ان کا خیر و شر دونوں میں ممکن ہے تو یہ مباح ہیں، اور ان کا استعمال صرف خیر میں جائز ہے۔

(ب) اور اگر یہ معاملات کے باب سے ہیں تو دین کے عام قواعد اور ضوابط کے تحت ان پر عمل ہو گا، محرمات و منہیات سے اجتناب کے بعد جتنے نئے معاملات پیدا کئے جائیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔

(ج) اور اگر یہ امور کھانے پینے، پہننے اور زینت و آرائش کے قبیل سے ہوں تو جن امور کی حرمت پر نص شرعی موجود ہے، وہ حرام ہیں اور جن سے طبیعت، اخلاق، جسم یا نسل میں فساد پیدا ہو اگرچہ اس میں بعض فوائد بھی ہوں، حرام ہیں۔

۸۔ دین اور عبادت میں کسی نئی بات کی ایجاد و اختراع جائز نہیں ہے۔

کسی چیز کے حکم کا استنباط، یا انسانی زندگی میں پیش آمدہ کسی معاملے کا شرعی حکم جاننا مطلوب و مقصود ہے، لیکن شریعت سازی کے وقت کسی امر کے موجود ہوتے ہوئے اس پر کسی نص کا نہ نازل ہونا، جب کہ اس کے اسباب و داعی وافر مقدار میں موجود تھے، تو اس کا استنباط ناجائز ہے، اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر استدراک اور اضافہ ہے۔

۹۔ احکام شرعیہ کی تطبیق میں اجتہاد واستنباط سے کام لیا جاتا ہے' اسی طرح سے دنیاوی امور ومسائل اور ضرورتوں میں سے کسی نئے مسئلہ پر حکم میں اجتہاد کی ضرورت پڑتی ہے' اس سے اصلا ممانعت جائز نہیں ہے۔

۱۰۔ اجتہاد و استنباط اور افتاء کی اہلیت رکھنے والے کے علاوہ کے لئے اجتہاد و استنباط اور افتاء نا جائز ہے۔

۱۱۔ ہر دعویٰ جو دلیل و برہان سے عاری ہو نا قابلِ قبول ہے' اس کی نفی بھی بغیر دلیل کے ناجائز ہے۔

۱۲۔ اخلاص اور حق و صواب تک پہونچنے کی کوشش کے ساتھ جن امور و مسائل میں نصوص نہ ملیں' بشری طبائع کی بناء پر ان میں اختلافات کا پیدا ہونا ضروری ہے' لیکن اختلاف یعنی اختلاف کے اثرات جو دشمنی اور قطع تعلق کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں حرام ہیں' اختلافات کے خاتمہ کے لئے اللہ اور رسولؐ کو حکم بنایا جائے' اگر دلیل نہ ظاہر ہو تو آدمی اپنے بھائی کو معذور سمجھے' اور دلوں کے احوال کو اللہ رب العزت کے سپرد کر دے اور اخوت و محبت پر مداومت کرے۔

۱۳۔ اجتہاد کہتے ہیں کسی شرعی حکم تک پہونچنے کے لئے عالم دین کی ذہنی کاوش کو' اگر نص شرعی سے حکم بیان کیا تو اللہ کے حکم سے فیصلہ کیا' اور اپنی فہم پر اعتماد کر کے فیصلہ کیا تو یہ واجب ہے کہ اس کا یہ ظن غالب ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ اس حکم پر کوئی نص نازل فرمائے تو وہ اس کی موافقت کرے گا' اس کے خلاف فتویٰ نہیں دے گا۔

۵۔ دعوت دین کے چند اصول ۱۔ سارے مسلمان ایک امت ہیں' ایک اللہ پر ایمان ان کو باہم جوڑے ہوئے ہے اور ایک شریعت ان کو اکٹھا کئے ہوئے ہے' مسلمانوں کی جتنی انواع و اقسام ہوں اور چاہے ان کے دیار کتنے متعدد و مختلف ہوں' اس وحدت کی طرف دعوت دینی فریضہ ہے۔

۲۔ نسل' وطن' مذہب کی ساری عصبیتیں جو اس وحدت کو پارہ پارہ کرتی ہیں' ان کے خلاف جنگ' اور ان کا خاتمہ ضروری ہے۔ اسی طرح سے ہر تفرقہ' اور اختلاف کے خلاف جنگ اور اس کا خاتمہ دینی فریضہ ہے۔

۳۔ ہر اجتماع اور تعصب جو اسلام کی ضد اور نقیض ہو وہ باطل ہے جس کے خلاف جنگ واجب ہے' اور اس کے ازالہ کے لئے سرگرم ہونا ضروری ہے۔

۴۔ کفار و مشرکین وغیرہ اغیار اسلام سے اتحاد اور انضمام کی دعوت باطل ہے' چاہے اس کا نام انسانیت ہو' قومیت و وطنیت ہو' یا پارٹی و جماعت ہو' اس واسطے کہ اس سے مسلمانوں کا تشخص ختم ہو جائے گا' کفر کا اقرار ہو گا' اور اعداء اسلام کو اہل اسلام پر کنٹرول دینے کا مسئلہ ہو گا۔

دعوت کے بعض ضوابط ۱۔ جسب استطاعت دعوت دین واجب ہے۔

۲۔ اس میں اصل یہ ہے کہ سب سے پہلے اہم مسئلہ سے اس کی ابتداء ہو گی پھر اس کے بعد جو اہم ہو گا اس کی دعوت دی جائے گی' دعوت کا اسلوب و طریقہ نصیحت آمیز و حکیمانہ ہو گا' اور جدال بالحسنیٰ سے کام لیا جائے گا۔

۳۔ دعوت کا پہلا فریضہ ابلاغ وبیان ہے' داعی حق کے لئے یہ ناجائز ہے کہ وہ لوگوں کے لئے خود دعوت کا نمونہ نہ پیش کرے۔

۴۔ عمل و کردار سے دعوت زبانی دعوت سے زیادہ بلیغ ہے' اس لئے ضروری ہے کہ داعی حق زبان و بیان سے زیادہ اخلاق کی استواری اور عبادت میں درجہ کمال و احسان کو حاصل کرنے کی حرص کرے۔

۵۔ جس شخص نے تھوڑا سا بھی علم دین سیکھا' ضروری ہے کہ وہ اس کی تبلیغ دوسروں تک کرے۔

۶۔ دعوت و تبلیغ کی غرض و غایت: لوگوں کی اللہ کے راستہ کی طرف ہدایت و رہنمائی اور اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجتوں اور دلیلوں کو قائم کرنا' اہل علم پر من جانب اللہ عائد امانت کی ادائیگی اور زمین میں اعلان کلمۃ اللہ (یعنی کلمۂ حق) کو

باقی صـ۱۱ پر

مجاھدینِ کنڑ کے نام

مجاھدو اے غازیو! چمن کے پاسباں ہو تم
چمن ہے دینِ مصطفےٰ کہ جسکے باغباں ہو تم
خزاں گریز پا ہے اب کہ فاتحِ خزاں ہو تم
وہیں خدا کی رحمتیں فلک تلے جہاں ہو تم
ہے روشنی کا امتداد صبح ہو کہ شام ہو
مجاھدو اے غازیو! سلام ہو سلام ہو

سبھی کو اعتراف ہے ہو دین کا وقار تم
عدو اگر ہزار ہے، تو ایک بھی ہزار تم
زہے نصیب غازیو! چمن پہ ہو نثار تم
بہار تو بہار ہے خزاں میں بھی بہار تم
ہر ایک تم سے ہم قدم، خاص ہو کہ عام ہو
مجاھدو اے غازیو! سلام ہو سلام ہو

کہوں میں کیوں نہ مرحبا، کہوں نہ میں کیوں نہ آفریں،
مقابلے پہ آسکے، نہیں نہیں کوئی نہیں،
بڑھے چلو وہاں تلک جہاں تلک ہے یہ زمیں
قریب ہے وہ دور جب کہ چھائیگا خدا کا دیں
رکاوٹوں کو توڑ دے، وہ سیلِ تیز گام ہو
مجاھدو اے غازیو! سلام ہو سلام ہو

ابوعبداللہ احسان
وساویوالا راوکاڑہ

ماہِ رجب کی بدعات

کونڈوں کی رسم ○ صلوٰۃ الرغائب ○ شبِ معراج

مذہب کے نام پر مذہب میں اضافے

حافظ یوسف صلاح الدین
ایڈیٹر: الاعتصام ۔ لاہور

جاہل مسلمان اور علمائے سُوء کا مزاج اور کردار

ذوقِ تماشہ بینی اور لہو ولعب سے شغف اور اعمالِ شرعیہ سے اعراض اور احکام اسلام سے بے اعتنائی کا یہ حال ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے جن باتوں کے کرنے کا بطورِ خاص حکم دیا ہے ان سے تو ہماری زندگیاں عموماً خالی ہیں، نماز سے ہمیں دلچسپی نہیں۔ صداقت و راست بازی ہمارا شعار نہیں۔ امانت و دیانت سے ہمارا دامن خالی، حُسنِ اخلاق سے ہم کوسوں دُور اور اسی طرح دوسری اچھائیاں اور خوبیاں ہیں جن سے مسلمان کا متصف ہونا ضروری ہے لیکن ان کا کوئی پرتو ہماری سیرت میں نہیں ملتا۔ اس کے برعکس بُرائیاں ہمارے اندر ساری دُنیا کی جمع ہوگئی ہیں۔ اور اس طرح ہماری ہڈیوں میں رچ بس اور رگ و پے میں سرایت کرگئی ہیں کہ ہمارے جسم و خُون کا وہ "اٹوٹ انگ" بن گئی ہیں۔

تاہم یہ برائیاں بجائے خود سخت مُضر اور تباہ کُن ہوتے ہُوئے بھی اس لحاظ سے "ضررِ کمتر" ہیں کہ ان برائیوں کو بُرائیاں ہی سمجھ کر کیا جاتا ہے انہیں حُسن وخُوبی نہیں کہا جاتا۔ لیکن ہماری بداعمالیوں کی ایک قسم وہ ہے جو کسی بھی بڑے سے بڑے گناہ سے کم نہیں لیکن ان پر قبوری شریعت کے رمز شناسوں نے "مذہب وشریعت" کا لیبل لگا کر اس نصِ قرآنی کو یکسر بھلا بیٹھے ہیں۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ (البقرہ) یعنی ان لوگوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے جو ایک چیز اپنے ہاتھ سے لکھ کر اسے حکمِ آسمانی باور کراتے ہیں تاکہ اس طرح قلیل معاوضہ حاصل کریں۔ سو ایسے لوگوں کیلئے تباہی و بربادی ہے اس پر بھی جو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور اس پر بھی جو اس طرح انہوں نے کمایا!

بدعات جہنم میں لے جانے کا سبب ہیں

ایسے اعمال و افعال جن کا کوئی شرعی ثبوت نہیں اور وہ اجر وثواب کی نیت سے اور دین کا ہی حصہ سمجھ کر کئے جائیں، بدعات و محدثات کہلاتے ہیں، جو بدترین امور، سراسر گمراہی مردود اور مُفضی الی النار ہیں۔ شر الامور محدثاتھا وکل بدعة ضلالة رواہ مسلم (مشکوٰۃ) کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة۔ رواہ احمد ابوداؤد (مشکوٰۃ) وکُلُّ ضلالةٍ فِي النَّارِ (سنن نسائی) اور ایک حدیث میں ایسی باتوں کو "مردود" قرار دیا گیا ہے۔ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (مشکوٰۃ)

ماہ رجب کی کوئی فضیلت حدیث سے ثابت نہیں

بعض ماہ مبارک ایسے ہیں جن کی خاص فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے اور ان میں بعض امورِ خیر کی ترغیب و تلقین کی گئی ہے جیسے شعبان، رمضان اور ذوالحجہ وغیرہ ہیں۔ لیکن رجب کا مہینہ ایسا ہے جس کی کوئی امتیازی فضیلت کسی حدیث میں وارد نہیں۔ تاہم ماہ رجب چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔ رجب کے علاوہ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم (متواتر تینوں مہینے) حُرمت والے ہیں۔ ان چار مہینوں میں اسلام سے قبل بھی اہل عرب جنگ و جدال کو ناپسند کرتے تھے اور اسلام نے بھی ان مہینوں کی حرمت کو برقرار رکھا اور ان میں جنگ و جدال کو حرام اور ممنوع قرار دیا۔ اس اعتبار سے اسلام میں ماہ رجب کی صرف یہ فضیلت ثابت ہے کہ یہ چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک حرمت والا مہینہ ہے۔

مگر افسوس مسلمان اس ماہ رجب میں کئی کام ایسے کرتے ہیں جو بدعات کے دائرے میں آتے ہیں اور یہ بدعات ان کی جڑوں میں اس طرح راسخ ہوگئی ہیں کہ ان کا اہتمام ان کے نزدیک فرائض سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

١- کونڈوں کی رسم

ان بدعات میں سے ایک کونڈوں کی رسم ہے جسے بہت ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے۔

ایک من گھڑت داستانِ عجیب

اس کی بُنیاد قرآن کے کسی حکم یا رسول اللہ ﷺ کے کسی فرمان یا فقہ کے کسی مسئلے پر نہیں ہے بلکہ ایک من گھڑت داستان پر ہے جسے "داستانِ عجیب" کہا جاتا ہے۔ جس کی کوئی سند ہے، نہ وہ کسی مُستند کتاب ہی میں موجُود ہے۔ جس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے۔

ایک لکڑہارا مدینے میں نہایت تنگ دستی اور فقر و فاقہ کی زندگی گذار رہا تھا، پھر وہ تلاشِ معاش میں مدینے سے نکل کھڑا ہوتا ہے اور بارہ سال دَر دَر کی ٹھوکریں کھاتا ہے لیکن دولت کا طائرِ بلند بام اس کے ہاتھ نہیں آتا۔

ادھر اس کی بیوی وزیر کے گھر نوکری کرلیتی ہے، ایک دن حضرت جعفر صادق رح

کا اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے گزر ہوتا ہے، حضرت جعفر محل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں سے پوچھتے ہیں، آج کون سی تاریخ ہے؟ عرض کیا جاتا ہے کہ رجب کی بائیسویں تاریخ ہے۔ فرمایا کہ آج کے دن جو شخص نئے کونڈے لے کر، ان میں پوریاں وغیرہ بھر کر میری فاتحہ پڑھے گا اور میرے وسیلے سے دعا کرے گا اس کی ہر حاجت پوری اور ہر مشکل دور ہو جائے گی، اگر ایسا نہ ہو تو وہ قیامت کے روز میرا دامن پکڑ سکتا ہے۔

یہ سن کر لکڑہارے کی بیوی نے حضرت جعفر صادق کے کونڈے بھرے جس کے نتیجے میں اس کی خواہش کے مطابق ۱۲ سال کے بعد اس کا خاوند مال و زر کے انبار لے کر گھر لوٹ آیا۔ آنے کے بعد اس نے وزیر کے محل کے سامنے ایک شاندار محل تعمیر کروایا، وزیر کی بیوی نے جب یہ نو تعمیر محل دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ بتلایا گیا کہ اسی نوکرانی کا ہے جو آپ کے گھر جھاڑو دیا کرتی تھی۔

اس نے اس کی مالداری کا راز پوچھا تو اس کے کونڈے بھرنے کا ذکر کیا گیا، لیکن اسے یقین نہیں آیا اور کونڈوں کی اس کرامت کا انکار کر دیا جس کے نتیجے میں وزیر اور اس کی بیوی کو ذلت و خواری کے بدنصیب دن دیکھنے پڑے وغیرہ وغیرہ۔۔۔

کونڈوں کی صورت یہ ہے کہ ۲۱ رجب کی شب کو ایک خاص قسم کی میٹھی چیز تیار کر کے مٹی کے کورے کونڈوں میں بھر لی جاتی ہے، اس پر حضرت جعفر صادق رح کے نام کا ختم پڑھا جاتا ہے۔ (اس کے الفاظ کا ہمیں علم نہیں) یہ کونڈے پھر عزیز و اقارب کے ساتھ بڑے اہتمام اور خاص آداب کے ساتھ کھائے اور کھلائے جاتے ہیں۔ اس رسمِ بد کے جواز کے لیے کہا جاتا ہے کہ ۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق رح کا سانحہ انتقال پیش آیا تھا۔

اولاً تو ان کی تاریخ وفات یہ نہیں بلکہ ۱۵ شوال ۱۴۸ھ ہے، یہ بھی نہیں کہ ان کی تاریخ مختلف فیہ ہو بلکہ ۱۵ شوال باتفاق مورخین ہے گویا یہ دلیل "

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

کی مصداق ہے۔

ثانیاً اگر ان کی تاریخ وفات ۲۲ رجب ہی مان لی جائے تب بھی اس تاریخ سے کونڈوں کا کیا تعلق۔ اور وفات کے سانحۂ دلدوز پر حلوہ خوری میں کیا حکمت ہے؟

ثالثاً حضرت جعفر صادق رح جیسے اور سینکڑوں بزرگ ہماری تاریخ میں گزرے ہیں ان کے یوم وفات پر ایسا کیوں نہیں کیا جاتا؟ جعفر صادق رح کی وفات والے دن ہی ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ اس تخصیص کی بنیاد اور دلیل کیا ہے؟

رابعاً دین کی تکمیل تو آں حضرت ﷺ کے ذریعے سے ہو چکی ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ)

اب تکمیلِ شریعت کے بعد کسی کو دین میں اضافہ کرنے کی اجازت کب ہے؟ بہرحال جس لحاظ سے بھی اس رسمِ بد کا جائزہ لیا جائے، اس کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسی لیے بلا امتیاز ہر طبقہ کے محقق علماء نے اس کی بے اصلیت ظاہر کر دی ہے۔

۵۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کونڈے دراصل اسی طرح حضرت جعفر صادق رح کے نام کی نیاز ہے جس طرح دوسرے کئی بزرگوں کے ناموں کی نیاز دی جاتی ہے۔ تب بھی یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ شرک ہے۔ کیونکہ نذر و نیاز بھی عبادت ہی کی ایک قسم ہے اور عبادت صرف اللہ ہی کا حق ہے، اس کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں، بلکہ اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے گا تو وہ مشرک قرار پائے گا۔

چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب دُرِ مختار میں ہے واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام۔

(الدر المختار۔ آخر کتاب الصوم ص۱۳۳ طبع میرٹھ)

عُلمائے فرنگی محل (لکھنؤ) کا متفقہ فتویٰ

چنانچہ علمائے اہلِ حدیث و دیوبند کے علمائے فرنگی محل (لکھنؤ) نے بھی ان کے بے اصل ہونے کا متفقہ فتویٰ دیا ہے جو آج سے نصف صدی قبل شائع ہوا تھا۔ ان سے سوال کیا گیا کہ:۔

سوال "اس جوار میں طریقہ اہلِ تشیع کے موافق کونڈوں کا بڑا رواج ہو گیا ہے۔۔ یعنی ۲۲ رجب کو نمازِ فجر کے بعد پوریاں کونڈوں میں رکھ کر فاتحہ ہوتا ہے اور طریقہ فاتحہ کے ضمن میں ایک تصنیف ہے، وہ پڑھی جاتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ شیعوں کے امام جناب جعفر صادق رض نے فرمایا ہے کہ ۲۱ رجب کو کونڈے کرو اور میرے توسل سے مراد طلب کرو اور جو مراد پوری نہ ہو تو قیامت میں تمہارا ہاتھ میرا دامن ہو گا"

ایسی فاتحہ دلانا یا اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ شرع شریف کے موافق اس کی اصلیت یا تشریح سے آگاہ کر کے ماجور ہوں گے" (ملخصاً)

جواب فاتحہ و ایصالِ ثواب بہتر ہے لیکن کونڈوں کی تعیین اور دیگر لوازم مذکورہ سوال کی تخصیص بالکل بے اصل ہے۔ اس کو ایصالِ ثواب میں ضروری سمجھنا سراسر غلطی ہے۔ روایت مذکورہ کسی معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گزری۔ اس طریقہ خاص کو باتباعِ اغیار اختیار کرنا اہلِ اسلام کے شایانِ شان نہیں بلکہ مزخرفاتِ اغیار کو ترقی دینا ہے۔ لہٰذا اس بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا اہلِ اسلام کا فرض ہے جس میں امکانی دریغ سے گنہگار ہوں گے۔ حررہ الراجی عند ربہ الوحید ابوالحامد محمد عبدالوحید غفر اللہ ذنوبہ۔

جواب ۲ امور مذکورۃ السوال کی شرعاً کوئی اصل نہیں۔ یہ امور لغویات میں سے ہیں ایک مسلمان کی شان اس سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ وہ اس قسم کے توہمات میں مبتلا ہو۔ جناب جعفر صادق رح کی طرف کثرت سے جھوٹی باتیں منسوب کر دی گئی ہیں بائیسویں رجب کے متعلق کوئی خاص شرعی حکم نہیں ہے۔ اس تاریخ کو کوئی خاص عمل کرنے کی ہدایت نہیں کی گئی ہے لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سی باتیں گھڑ لی ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ حتی الامکان اس قسم کی لغویات سے مسلمانوں کو باز رکھے اور بآسانی و نرمی ان فضولیات کی لغویت ذہن نشین کرائے۔ اس قسم کے طریقوں سے مرادیں حاصل کرنا درست نہیں ہے۔ مرادیں حاصل ہو جانا ان طریقوں کے صحت کی دلیل نہیں۔ مشرکین بتوں کے ذریعے سے بھی مرادیں مانگتے ہیں۔ بہرحال ان امور میں اپنے روپیہ کو ضائع نہ کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم (ملخص)

(کتبہ محمد شفیع حجۃ اللہ الانصاری، فرنگی محل لکھنؤ)

تائیدات

(۱) محمد عنایت اللہ عفی عنہ، رجب ۱۳۴۶ھ فرنگی محل لکھنؤ

(۲) محمد ایوب غفرلہ، فرنگی محل لکھنؤ۔

(۳) ابوالقاسم محمد عتیق صانہ سبحانہ عما لا یلیق بن حضرت مولانا المفتی العلام الفرنگی محل لکھنوی ۵ رجب ۱۳۴۶ھ

(۴) الجواب صحیح والرائی نجیح۔ ابو طاہر ظہور احمد البہاری الرسول پوری کان اللہ لہ۔ مدرس اول مدرسہ عالیہ قدیمہ لکھنؤ بروز شنبہ ۹ رجب المرجب ۱۳۴۶ھ۔

(۵) الجواب صحیح۔ حکیم عبدالستار خاں مدرس مدرسہ عالیہ قدیمہ بقلم خود۔
(۶) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ عبد اللہ۔
(۷) الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب، محمد فضل خان عفی عنہ مدرسہ عالیہ قدیمہ۔

تائید حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رح

واقعی یہ بدعت قبیحہ روافض کی احداث کی ہوئی ہے اور ان کے مذاہب باطل کی ترویج کا ذریعہ ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے بھائیوں سے اس کے ترک کرنے کی سعی بلیغ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
کتبہ احقر عباد محمد عبدالشکور عافاہ مولاہ۔ لکھنؤ۔ ۱۶ رجب ۱۳۴۶ھ۔

---

۲۲ رجب دراصل دشمنان صحابہؓ کی خوشی کا دن ہے

اصل حقیقت یہ ہے کہ ۲۲ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے اور دشمنان صحابہ حضرت معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں اس دن کونڈے وغیرہ کے ذریعے سے اظہار فرحت و مسرت کے طور پر کھانے پینے کا اہتمام کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک شیعہ کیلنڈر میں "مرگ معاویہؓ" کے عنوان سے ۲۲ رجب کو خوشی کا دن بتلایا گیا ہے۔

یہ کیلنڈر جامعہ "المنتظر" ماڈل ٹاؤن لاہور سے ہر سال شائع ہوتا ہے یہ جامعہ شیعوں کی مرکزی درس گاہ ہے۔

ہماری نظر سے جو کیلنڈر گزرا ہے، شیعہ کی ایک دکان سیٹھ برادرز شاہ عالم مارکیٹ لاہور کا پتہ بھی اس کیلنڈر پر لکھا ہوا ہے

یہ کیلنڈر دو رنگا ہے۔ خوشی کے ایام کو سرخ اور دیگر ایام کو سیاہ رنگ سے چھاپا گیا ہے تاکہ دونوں ایک دوسرے سے ممتاز رہیں۔ چنانچہ ۲۲ رجب کو "مرگ معاویہ" قرار دے کر اسے سرخ رنگ سے ممتاز کیا گیا ہے۔

۲۔ صلوٰۃ الرغائب

اس مہینے کی ایک اور رسم، جو مشہور تو کافی ہے لیکن اس پر عمل غالباً زیادہ تر صوفیا اور مشائخ کے حلقوں میں ہی کیا جاتا ہے، صلوٰۃ الرغائب ہے۔ یہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو ہوتی ہے جسے لیلۃ الرغائب کہا جاتا ہے۔ یہ بدعت کافی پرانی معلوم ہوتی ہے۔ کئی اکابر علماء نے اس کے رد میں خاص کتابیں لکھی ہیں لیکن تصوف زدہ اور خانقاہی مزاج رکھنے والے بزرگ بھی اس کے "استحسان" کے وہم میں مبتلا ہے ہیں۔ جیسے امام غزالیؒ، شیخ عبدالحق دہلویؒ وغیرہ ہیں جن کا ایک خاص طریقہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ:

"رجب کی پہلی جمعرات دن کو روزہ رکھے، پھر جمعہ کی رات، مغرب و عشاء کے درمیان بارہ رکعتیں پڑھیں، ہر دو رکعتوں کے بعد سلام، ہر رکعت میں سورۃ القدر ۳ مرتبہ، سورۃ الاخلاص ۱۲ مرتبہ۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ درود پڑھے۔
اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی آلہ وسلم۔ ۷۰ دفعہ۔
بعدہ سجدہ کرے جس میں ۷۰ دفعہ سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح کہے۔ سجدے سے سر اٹھا کر ۷۰ دفعہ یہ دعا پڑھے رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم فانک انت العزیز الاعظم او انت الاعز الاکرم، پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس میں وہی دعا پڑھے۔ پھر جو چاہے اللہ سے اپنی ضرورت طلب کرے، اس کی ضرورت پوری ہوگی۔"

(ملاحظہ ہو احیاء العلوم جلد ۱، صفحہ ۲۰۲ و غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۴۳ طبع ۱۳۰۹ھ)

اس نماز کی ان صوفیا و مشائخ نے بہت سی خانہ ساز فضیلتیں بیان کی ہیں، لیکن شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں، اس لیے اس پر عمل سراسر گناہ اور حرام ہے۔

۳۔ شب معراج

اسی رجب کی ستائیسویں شب کو "شب معراج" کے نام سے منایا جاتا ہے درآں حالیکہ اولاً تو نہ صرف اس تاریخ معراج میں شدید اختلاف ہے بلکہ مہینے تک میں مورخین کا اختلاف ہے۔

ثانیاً اگر اسی مہینے اور اسی تاریخ کو وجوہ ترجیح کی بنا پر زیادہ قرین قیاس سمجھ لیا جائے تب بھی اسے روایتی رسم و رواج کے طور پر منانا اسلام کے منشاء کے خلاف ہے کیا کسی صحابی نے یوم معراج کی خوشی میں جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کیا تھا؟ آتش بازی، چراغاں اور اسی قبیل کی دوسری خرافات پر روپیہ بہایا تھا؟ جب قرون خیر میں صدیوں تک ہمیں ان چیزوں کا کوئی نشان نہیں ملتا تو انہیں کس طرح جائز اور اجر و ثواب کا باعث سمجھا جا سکتا ہے؟

۴۔ معراج کی دیومالائی تفصیلات

پھر اس رات کو "واعظان شیریں مقال" اور "خطیبان خوش بیان" واقعہ معراج کو جس دیومالائی انداز سے بیان کرتے ہیں اور فرضی قصوں سے جس طرح آں حضرت ﷺ کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں وہ اس درجہ غلو آمیز اور گمراہ کن ہوتا ہے کہ اس سے عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان تمیز بالکل اٹھ جاتی ہے بلکہ بعض ستم ظریف یہ شعر تک پڑھ دیتے ہیں۔

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اسی طرح کا ایک قطعہ ایک شیعی ترجمان ہفت روزہ "رضا کار" لاہور میں چند سال قبل شائع ہوا تھا جس میں حضرت علیؓ کی شان میں افراط و غلو کا اظہار کیا گیا۔

اسریٰ کی رات حبیب گئے سوئے عرش عظیم پر
دیکھا رسول نے پس منظر عرش علی علیؓ
پردے کے پیچھے دست یداللہ کو دیکھ کر
بولے رسول خالق اکبر علی علیؓ

("رضا کار" صفحہ اول مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۸۵ء)

نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات والاکاذیب والھفوات۔

حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے بارے میں اس قسم کے مبالغے اور غلو سے سختی سے روک دیا تھا۔

لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ اِنَّمَا اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ فقولوا عبدہ ورسولہٗ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

"مجھے اس طرح حد سے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریمؑ کو بڑھایا کہ انہیں خدائی صفات و اختیارات سے متصف قرار دے ڈالا، میں تو اللہ کریم کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور مجھے صرف بندۂ خدا اور اس کا فرستادہ ہی کہو۔"

باقی ص پر

احکام و مسائلِ زکوٰۃ

قسط (۱)

شیخ الحدیث مولانا محمد اسحٰق

ارکانِ خمسہ کا تیسرا رکن اور اسلام کے معاشی نظام کا ایک اہم ستون

زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے تیسرا اہم رکن ہے اس کی فرضیت کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اسے کا منکر کافر ہے۔ اُسے انکار زکوٰۃ سے فورا توبہ کرنی چاہئے۔ ورنہ قتل کا مستوجب ہے۔ **یستاب ثلاثا فان تاب و الا قتل** (مغنی لابن قدامہ)

لغت میں لفظ "زکوٰۃ" دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ بڑھنا اور پاک و صاف ہونا۔ سال گزرنے کے بعد نصاب سے جو بطور وجوب اور فرض ادا کیا جاتا ہے' ان ہی دو معنوں کے پیش نظر اسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے دینے والے کی نیکیاں بڑھتی ہیں اور اس کے مال میں برکت ہوتی ہے۔ نیز وہ خود گناہ ورذیلۂ بخل سے اور اس کا مال غرباء و مساکین کا حق نکل جانے کی بناء پر خبث و حرام سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا - (سورۃ توبہ)

ترجمہ۔ اے نبیؐ! زکوٰۃ لے کر ان کے جان و مال کا تزکیہ کرو اور ان کو پاک و صاف بنا دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان اللہ لم یفرض الزکوۃ الا لیطیب مابقی من اموالکم۔ (ابو داؤد)

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے باقی ماندہ مال کو پاک و صاف کرنے کے لئے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔

حدیث میں آیا ہے:۔

عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما خالطت الزکوٰۃ مالا قطُّ الّا اھلکتہ۔ رواہ الشافعی فی تاریخہ (مشکوۃ شریف)

و قال یکون قد وجب علیک صدقۃ فلا تخرجھا فیھلک و الحرام الحلال

ترجمہ: زکوٰۃ کسی مال میں بھی مخلوط نہیں ہوتی مگر اسے ہلاک کر ڈالتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ نے اس کا یہ مطلب بتایا ہے کہ واجب ہونے کے بعد جس مال سے تم زکوٰۃ نہیں نکالتے' اس میں حرام کی آمیزش ہے جو کسی وقت بھی حرام مال کو لے ڈوبے گی۔

اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسولؐ پاک کے کلام سے معلوم ہوا کہ وجوب کے بعد زکوٰۃ نہ دینے سے مال ناپاک ہو جاتا ہے اور حرام سے مخلوط مال کا نتیجہ زود یا بہ دیر ہلاکت ہے اور زکوٰۃ دینے سے نہ صرف مال پاک و صاف ہو جاتا ہے بلکہ معنوی طور پر اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔

صریرِ خامہ

سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد

افغانستان کا مستقبل

سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد مسئلہ افغانستان کے حل میں تعطل کی ذمہ داری اگر ایک طرف افغان احزاب کے مشترکہ لائحہ عمل اختیار نہ کرنے پر ڈالی جاتی ہے تو دوسری طرف ان نیتوں میں فتور کی نشاندہی نہ کرنا بے انصافی ہے جن کی وجہ سے دن بدن افغان احزاب کے لئے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔

افغان احزاب کو متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے سے باز رکھا جا رہا ہے۔ ۱۳ سالہ جہاد کے کٹھن مراحل میں دنیا سے خراج تحسین حاصل کرنے والے مجاہدین کی انقلابی قوتوں کو سیاسی مذاکرات کی ہاؤ ہو سے ڈگمگانے کی کوشش کی جارہی ہے ۔ افغانستان کے تیرہ سالہ جہاد کے نتیجہ میں سوویت یونین پاش پاش ہوا حالات کا تقاضا اور اسلامی دنیا کا فرض تھا کہ وہ روس میں تبدیلیوں پر متفقہ لائحہ عمل اختیار کرتی اور اگر ایسا ہوتا تو افغانستان میں مجاہدین کی حکومت کب کی قائم ہو چکی ہوتی۔

خلیج کی جنگ کی وجہ سے جارج بش مسلمانوں کے دماغ پر ایسے سوار ہوئے ہیں کہ ان کی دشمنی اور دوستی نے عالم اسلام کی منہ پر چپ کی مہر لگا دی ہے اور انجانے خوف سے وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کے بارے میں جرأت مندانہ پالیسی اختیار کرنے میں احتیاط سے بھی زیادہ وساوس کے شکار نظر آتے ہیں۔ مسلم دنیا ایسی حالت سے دوچار نظر آتی ہے کہ وسط ایشیا کی اسلامی ریاستوں اور ہم مذہبوں کی حمایت میں بھی ان کو امریکہ کی خوشی یا ناخوشی کا کھٹکا لگا رہتا ہے اور اپنے ملّی و مذہبی فریضے کے طور پر کوئی بھی اقدام کرنے سے گویا قاصر ہیں۔

عالم اسلام کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ مسلم ممالک ملکی مفاد کی تحت سوچتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دوسرے مسلمان ممالک کے ساتھ تعلقات' ان کے مسائل اور ان کے حل' کے لیے نہیں سوچتے۔ قومی مفادات کے اس تصور نے امت کی وحدت اور اسلامی بھائی چارے کے تصور کو بہت نقصان پہنچایا ہے آخر کیا وجہ تھی کہ جب روس سپر طاقت تھا تو ساری دنیا' مسلم اور غیر مسلم ممالک مجاہدین کی حمایت کیا کرتے تھے خصوصاً یورپ کی اقوام بڑی سرگرم عمل اور سرگرداں رہتیں تھیں۔

اب جبکہ مرحوم سوویت یونین کی لاش پر دولت مشترکہ قائم ہو گئی۔ گربا چوف کے لئے نئے نظام میں عہدہ تک بھی نہ رہا اور وہ مستعفی ہو گئے' اس کے باوجود کابل میں مرحوم کیمونسٹ حکومت کا بغل بچہ اب بھی افغانوں کے قتل عام سے ہاتھ نہیں روکتا۔ وہ کونسی غیر مرئی طاقت ہے جس نے کٹھ پتلی کو عفریت بنا دیا جب کہ روس مجاہدین کے آگے نہ ٹھہر سکا۔ کسی منطق کے لحاظ سے بھی عقل یہ بات تسلیم نہیں کرتی کہ نجیب حکومت سوویت یونین کے ڈھانچہ سے زیادہ دیرپا اور مضبوط تر ہو جائے۔ ہم مانتے ہیں کہ امریکہ سرکار کی مرضی کے بغیر خود دار اقوام کے لئے جینا نہایت کٹھن ہوتا ہے مگر افغان جہاد کے وہ حامی اور دوست کہاں چھپ گئے جو روس کے طمطراق کے زمانے میں مجاہدین کے ساتھ ہر میدان میں شانہ بشانہ کھڑے تھے اور ان کو ہر

چند مبادیات

اسلام کے اس اہم رکن (جسے اجتماعی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے کی تفصیلات اور احکام بیان کرنے سے پہلے چند مبادی کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جن کے ذہن نشین کرنے سے بصیرت پیدا ہو گی اور آئندہ بیان ہونے والے مسائل سمجھنے میں مدد ملے گی۔

اولاً۔ شریعتِ اسلامی نے مندرجہ ذیل چار قسم کے مال پر زکوۃ فرض کی ہے۔ جن کے ساتھ ضروریاتِ زندگی وابستہ ہیں اور ہر شخص ان کا محتاج ہے:۔

۱۔ بہائم۔ چار پائے' جانور اونٹ۔ گائے۔ بکری وغیرہ۔

۲۔ سونا۔ چاندی۔ نقود اور زیورات وغیرہ۔

۳۔ ہر قسم کا تجارتی مال جس کی تجارت کی شرعاً اجازت ہے۔

۴۔ زمین سے پیدا ہونے والی چیزیں اجناس خوردنی۔ پھل اور تیل نکالنے کے بیج۔

ثانیاً۔ چونکہ شریعت نے زکوۃ اغنیاء پر فرض کی ہے تاکہ ان کے مال کا کچھ حصہ ہر سال غرباء و مساکین کی ضروریات پر صرف کیا جا سکے' لہٰذا ہر قسم کے مال زکوۃ کا نصاب مقرر کر دیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص کسی قسم کے نصاب کا مالک ہے وہ غنی ہے اور اس پر اپنے مال کی زکوۃ دینا فرض ہے اور جس کے پاس کوئی بھی نصاب نہیں وہ فقیر ہے اور مصرفِ زکوۃ ہے۔

مذکورہ بالا چار قسم کے مال کے نصاب کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اونٹ کے لئے ۵ اونٹ۔ گائے کے لئے ۳۰ گائیں۔ بھیڑ' بکری اور دنبہ کے لئے ۴۰ بکریاں وغیرہ۔ جسامت اور حجم کے اختلاف کی بناء پر ان جانوروں کے نصاب میں بھی اختلاف ہے۔

۲۔ چاندی کے لئے دو سو درہم (تقریباً ۵۲.۵ تولہ) اور سونے کے لئے ۲۰ دینار (تقریباً ۷.۵ تولہ)

۳۔ مال تجارت کی قیمت جس نقدی سے لگائی جائے۔ اس کا نصاب اسی نقدی کا حساب ہے۔ اگر اس کی قیمت درہم سے لگائی جائے تو نصاب دو سو درہم ہے اور اگر دینار سے لگائی جائے تو نصاب ۲۰ دینار ہے۔

۴۔ زمین سے پیدا ہونے والے غلہ کا نصاب ۵ وسق ہے جس کا وزن تقریباً ۲۰ من ہے۔

ثالثاً۔ شریعت مطہرہ نے زکوۃ ادا کرنے کے لئے ایک سال کی مدت مقرر کی ہے اور اس میں اغنیاء اور غرباء و مساکین دونوں کی مصلحتوں کو ملحوظ رکھا ہے۔ اگر یہ مدت مثلاً ایک ہفتہ یا ایک مہینہ مقرر کی جاتی تو اس صورت میں مالداروں پر ناقابل برداشت بوجھ پڑتا اور اگر حج کی طرح زکوۃ صرف عمر میں صرف ایک دفعہ فرض کی جاتی تو غرباء و مساکین کے لئے جسم و جان کا رشتہ قائم رکھنا مشکل ہو جاتا۔

یاد رہے سال کی مدت کا اطلاق زمین سے نکلنے والی اشیاء کے علاوہ باقی تین قسم کے اموال پر ہوتا ہے۔ زمین سے پیدا ہونے والے غلہ یا زمین سے نکلنے والی معدنیات (سونا' چاندی' لوہا' تانبہ' قلعی' کوئلہ اور نمک وغیرہ) یا دفینہ کی زکوۃ اس وقت دینا پڑتی ہے جب یہ چیزیں حاصل ہوں۔ ان میں سال کی شرط نہیں۔

رابعاً۔ زکوۃ شرعی کی مقدار میں کمی بیشی مال کی تحصیل میں سہولت اور مشقت پر مبنی ہے۔ جس مال کے حصول میں آسانی اور سہولت پائی جاتی ہے اس میں مقدار زکوۃ زیادہ ہے اور جس کے حصول میں مشقت اور تکلیف اٹھانا پڑتی ہے اس میں زکوۃ کی مقدار کم ہے۔ جیسے کسی کو کنواں یا گڑھا کھودتے وقت دفینہ مل جائے تو اسے یہ مال مفت مل گیا ہے۔ کوئی تکلیف نہیں اٹھانا پڑی' اس لئے دفینہ پانے والے کو کل مال کا پانچواں حصہ (۲۰%) دینا پڑتا ہے۔ کھیتی باڑی میں چونکہ مشقت زیادہ کرنا پڑتی ہے لہٰذا اس کی پیداوار میں مقدار زکوۃ پانچویں حصہ سے کم کر کے دسواں حصہ (۱۰%) مقرر کر دی گئی ہے۔ بشرطیکہ کھیتی' بارش یا چشمہ کے پانی سے تیار ہوئی ہو اور اگر کھیتی تیار کرنے کے لئے ٹیوب ویل یا رہٹ وغیرہ مصنوعی آلات کے ذریعے آب پاشی کی گئی ہے تو مقدار زکوۃ دسویں حصہ سے

بھی کم ہو کر بیسواں حصہ (۵ ٪) رہ جاتی ہے۔

مال تجارت کے حصول میں ان تمام مذکورہ صورتوں سے زیادہ مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ مال خریدنے یا بیچنے کے لئے مختلف شہروں اور ملکوں کا سفر کرنا پڑتا ہے جس سے دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ خسارے' سرقہ اور ڈاکے وغیرہ کا خطرہ اس کے علاوہ ہے۔ نیز تاجر کی یہ دوڑ دھوپ مسلسل اور متواتر جاری رہتی ہے۔ اسے آرام کا وقفہ کم ہی ملتا ہے۔ لہٰذا ان تمام مصائب و آلام کے پیش نظر تاجر کے مال میں زکوٰۃ بیسویں حصہ سے گھٹا کر چالیسواں (۲.۵ ٪) حصہ فرض کی گئی ہے۔

احکام زکوٰۃ کی تفصیل

ان مبادی کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب مذکورہ بالا چار قسم کے اموال کی زکوٰۃ سے متعلق مختصر تفصیلی احکام ترتیب وار ملاحظہ فرمایئے۔

ا۔ بہائم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجت مندوں کی ضرورتوں کے رفع کرنے اور اسلام کا معاشی نظام مضبوط بنانے کے لئے جہاں سونے چاندی کے مالکوں' زراعت پیشہ لوگوں اور تجارتی کاروبار کرنے والوں کے مال پر زکوٰۃ فرض کی ہے وہاں مویشیوں کے ریوڑ پالنے والوں کو بھی فراموش نہیں کیا ان کے مال میں بھی زکوٰۃ فرض کی ہے۔ کیونکہ یہ ریوڑ ان لوگوں کی خوش حالی اور دولت مندی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ یہ لوگ دودھ' گھی' اون' چمڑے اور فالتو جانور بیچ کر ہر سال لاکھوں روپے کماتے ہیں اور بڑی فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے ہیں لہٰذا دوسرے لوگوں کی طرح یہ بھی زکوٰۃ سے کسی صورت مستثنیٰ نہیں ہیں۔

مویشیوں پر زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں

ہر قسم کے مویشیوں پر زکوٰۃ فرض ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ یہ دونوں پائی جائیں تو زکوٰۃ فرض ہو گی ورنہ نہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ نصاب کو پہنچنے کے بعد ان پر ایک سال گذر جائے۔ دوسری یہ کہ ان کی زندگی اور بقاء کا انحصار سارا سال یا سال کا بیشتر حصہ وادیوں' جنگلوں اور پہاڑوں میں خودرو گھاس چرنے پر ہو۔ اگر کچھ دن یا نصف سال سے کم عرصہ کے لئے گھر پر چارہ ڈالا جائے۔ تو زکوٰۃ کی فرضیت میں کوئی فرق نہیں آئیگا ہاں اگر سال بھر یا سال کا بیشتر حصہ گھر پر چارہ ڈالا جائے گا۔ یا مالک نے ان کو (بیلوں اور اونٹوں کی صورت میں) زرعی کاروبار یا بوجھ برداری کے لئے رکھا ہوا ہے تو ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی۔

بعض آئمہؒ پورا سال جنگل میں چرنے کی شرط لگاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر چند دن بھی گھر پر چارہ ڈالا گیا تو زکوٰۃ سے گریز کرنے والے بڑی آسانی کے ساتھ حیلہ سازی کریں گے۔ اور اپنے جانوروں کو چند دن گھر پر چارہ ڈال کر زکوٰۃ کے بار سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

مویشیوں سے زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

دوسرے اموال کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مویشیوں میں بھی زکوٰۃ فرض کی ہے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ ان سے زکوٰۃ نہ دینے والے کے حق میں حدیث پاک میں سخت وعید آئی ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:۔

عن ابی ذر عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قال ما من رجل یکون لہ ابل او بقرٌ او غنمٌ لا یؤدّی حقھا الاّ اُتیَ بھا یوم القیامۃ اعظم ما یکون و اسمنہٗ تطأہٗ باخفافھا و تنطحہٗ بقرونھا کلّما جازت اخرٰھا رُدّت علیہ اولٰھا حتی یقضیٰ بین الناس (متفق علیہ)

(ترجمہ) حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اونٹ' گائے یا بکریوں کا مالک اگر ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن یہ جانور دنیا کی نسبت زیادہ قدآور اور زیادہ فربہ اس کے سامنے لائے جائیں گے۔ وہ اس کو

سینگوں سے مارتے ہوئے اور پیروں تلے کچلتے ہوئے گزریں گے جب آخر والے ختم ہو جائیں گے تو پہلے پھر اسی طرح گزرنا شروع کر دیں گے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک اس کا یہی حال ہوتا رہے گا۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:۔

قیل یا رسول اللّٰہ فالابل قال و لا صاحب ابلٍ لا یؤدّی منها حقّها من حقها حلبها یوم وردها الّا اذا کان یوم القیامۃ بطح لها بقاع قرقرٍ اوفر ما کانت لا یفقد منها فصیلاً واحداً تطؤه باخفافها و تعضّہ بافواهها کلّما مرّ علیه اولها رُدّ علیه اُخرها فی یوم کان مقدارہٗ خمسین الف سنةٍ حتّٰی یقضٰی بین العباد فیرٰی سبیلہٗ امّا الی الجنّة و امّا الی النّار قیل یا رسول اللّٰہ فالبقر و الغنم قال و لا صاحب بقرٍ و لا غنم لا یؤدّی منها حقّها الّا اذا کان یوم القیامة بطح لها بقاعٍ قرقرٍ لا یفقد منها شیئاً لیس فیها عقصاءُ و لا جلحاء و لا عضباء تنطحه بقرونها و تطؤہٗ باظلافها کلّما مرّ علیه اولها رُدّ علیه اُخرٰها فی یوم کان مقدارہٗ خمسین الف سنةٍ حتی یقضٰی بین العباد فیرٰی سبیلہٗ امّا الی الجنّة و امّا الی النّار (رواہ مسلم / مشکوۃ شریف)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختلف اموال سے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے متعلق وعید بیان فرما رہے تھے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا جو مالک اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا اور اُن کے نفلی حقوق میں سے پانی پینے کے دن ان کا دودھ دُھ کر غرباء میں تقسیم کرنا بھی ایک حق ہے۔ قیامت کے دن اسے ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں منہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ دنیا کی نسبت بہت موٹے تازے ہونگے ان میں سے ایک بچہ بھی غائب نہیں ہو گا۔ وہ اسے پیروں تلے روندیں گے اور دانتوں سے کاٹیں گے جب ایک دفعہ پوری قطار اس پر گزر جائے گی۔ تو پلٹ کر آخر کی طرف سے پھر اس پر مخالف سمت کو گزرنا شروع کر دیں گے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک پچاس ہزار سال کے دن میں اس کا یہی حشر ہوتا رہے گا پھر معلوم نہیں اس کو جنت کا راستہ دکھایا جائے یا جہنم کا۔ پھر کسی نے پوچھا یا رسول اللہ گایوں اور بکریوں کے متعلق فرمایئے ان کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا۔ گایوں اور بکریوں کا مالک بھی اگر ان کی زکوٰۃ نہیں دے گا تو قیامت کے دن ان کے آگے چٹیل میدان میں منہ کے بل گرا دیا جائے گا۔ سب گائیں اور بکریاں موجود ہونگی۔ ان میں کوئی گائے یا بکری غائب نہیں ہو گی۔ ان میں کوئی گائے یا بکری خمیدہ سینگوں والی نہیں ہو گی۔ نہ کوئی بغیر سینگوں کے ہو گی اور نہ کسی کے سینگ ٹوٹے ہونگے۔ وہ سب اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے کچلیں گی۔ جب ایک دفعہ پوری قطار اس پر گزر جائے گی۔ تو پلٹ کر آخر کی طرف سے پھر اس پر گزرنا شروع کر دیں گی۔ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک پچاس ہزار سال کے دن میں اس کا یہی حال ہوتا رہے گا۔ پھر معلوم نہیں اسے جنت کا راستہ دکھایا جائے یا جہنم کا۔

وہ بہائم جن پر زکوٰۃ لی جاتی ہے۔

جن بہائم (چوپائے جانور) کی زکوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء نے وصول کی ہے اور آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے تین قسم پر ہیں (۱) اونٹ (۲) گائے (۳) بکری۔

واضح رہے کہ زکوٰۃ میں بھینس گائے کی اور بھیڑ اور دنبہ بکری کی قسم شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا نصاب اور زکوٰۃ وہی ہے جو گائے اور بکری کی ہے۔

اب تینوں قسم کے جانوروں کی زکوٰۃ درج ذیل جدولوں میں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) اونٹ کی زکوٰۃ کا جدول

۵ سے ۹ تک	ایک بکری
۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکری
۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکری

۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکری
۲۵ سے ۳۵ تک	۱ بنت مخاض (سال کی اونٹی)
۳۶ سے ۴۵ تک	۱ بنت لبون (دو سال کی اونٹی)
۴۶ سے ۶۰ تک	۱ حقّہ (تین سال کی اونٹنی)
۶۱ سے ۷۵ تک	۱ جذعہ (چار سال کی اونٹنی)
۷۶ سے ۹۰ تک	۲ بنت لبون
۹۱ سے ۱۲۰ تک	۲ حقّہ

۱۲۰ کے آگے ہر دس کے بعد کل تعداد چالیس اور پچاس کے دو ہندسوں پر تقسیم ہو جاتی ہے اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

فان زادت علیٰ مائتہ و عشرین ففی کل اربعین بنت لبون و فی کل خمسین حِقّہ۔

یعنی اگر اونٹ ۱۲۰ سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں بنت لبون اور ہر ۵۰ میں حِقّہ ہے۔

آئندہ بھی یہی حساب ہزاروں لاکھوں تک جاری رہے گا کسی موقعہ پر بھی ابتدائی نصاب کی طرف رجوع نہیں کیا جائیگا۔ جیسا کہ بعض آئمہ کا مذہب ہے۔ مثلاً ۱۲۰ پر ۱۰ زیادہ ہوئے تو کل اونٹ ۱۳۰ ہو جائیں تو یہ دو دفعہ ۴۰ اور ایک دفعہ ۵۰ پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان میں دو بنت لبون اور ایک حِقّہ زکوٰۃ ہو گی۔ وعلیٰ ھذا القیاس

نوٹ۔ اگر زکوٰۃ میں بنت مخاض (ایک سال کی اونٹنی آتی ہو اور وہ مالک کے پاس نہیں۔ اس کے پاس ابن لبون (۲ سال کا نر اونٹ) ہے تو وہی لے لیا جائے گا اور مالک کو کچھ واپس نہیں دیا جائیگا اور اگر اس کے پاس بنت لبون (۲ سال کی اونٹنی) ہے تو وہ قبول کر لی جائے گی۔ مگر اب عامل مالک کو ۲ بکریاں یا ان کی قیمت واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر زکوٰۃ میں بنت لبون آتی ہے اور وہ موجود نہیں تو اس کی جگہ بنت مخاض قبول کر لی جائے گی لیکن اب مالک کو اس کے ساتھ دو بکریاں یا ان کی قیمت دینا ہو گی۔ اس کے آگے بھی زکوٰۃ میں لئے جانے والے جانور کی عمر میں ایک سال کی کمی بیشی کی صورت میں اس طریقہ پر عمل کیا جائے گا۔ اگر عمر ایک سال کم ہوئی تو مالک کو اس کے ساتھ ۲ بکریاں یا ان کی قیمت دینا پڑے گی اور اگر عمر ایک سال زیادہ ہوئی۔ تو عامل کو یہی کرنا پڑے گا۔ بکری اگر بھیڑ یا دنبہ کی قسم سے دی جائے تو جذعہ (ایک سال کی) کفایت کر سکتی ہے اور اگر بکری کی قسم سے دی جائے تو مسنہ (جس کے دو دانت ٹوٹ کر دوبارہ اگ چکے ہوں) ضروری ہے نیز مادہ لی جائے گی۔ نر قبول نہیں کیا جائے گا۔

یاد رہے کہ ایک سال کی اونٹنی کے عوض دو سال کا نر لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی صورت میں اونٹوں کی زکوٰۃ میں نر قبول نہیں کیا جائے گا۔ ہمیشہ مادہ ہی لی جائے گی۔

○

(۲) گائے زکوٰۃ کا جدول

۳۰ سے ۳۹ تک	تبیع یا تبیعہ (ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی)
۴۰ سے ۵۹ تک	مسن یا مسنہ (۲ سال کا نر یا مادہ جس کے دودھ کے دانت ٹوٹ چکے ہوں)
۶۰ سے ۶۹ تک	۲ تبیع یا تبیعہ

اونٹوں کی طرح یہاں بھی ۶۰ سے آگے ہر دس کے بعد کل نفر ۳۰ اور ۴۰ کے دو ہندسوں پر تقسیم ہو جاتی ہے' لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق

یاخذ من البقر من کل ثلاثین تبیعًا او تبیعتہ و من کل اربعین مسنتہ (مغنی ابن قدامہ۔ ابو داؤد) یعنی عامل ہر ۳۰ گایوں سے ایک ۱ سال کا نر یا مادہ اور ہر ۴۰ سے مسنہ لیا جائے گا۔ ۷۰ سے ایک سال کا نر یا مادہ اور ۱ دو سال کا نر یا مادہ لیا جائے گا۔ ۸۰ سے ۲ دو سال کے نر یا مادہ اور ۹۰ سے ۹۹ تک ۳ ایک سال کے نر یا مادہ و علیٰ ھذا القیاس۔ نوٹ۔ گائے کی زکوٰۃ میں صرف تبیع اور مسن مقرر ہے۔ دوسرے کسی عمر کے جانور کا ذکر نہیں۔ ہاں مالک اپنی خوشی سے بڑی عمر کا جانور دے تو جائز

ہے۔ اس میں نر مادہ کا کوئی امتیاز نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ مسنہ ہر حالت میں مادہ ہی ہونی چاہئے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں مسنہ ہی کا ذکر ہے مسن کا نہیں مگر یہ درست نہیں ہے۔ طبرانی میں ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث میں مسنہ کا ذکر موجود ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

فی کل ثلاثین تبیع و فی کل اربعین مسن او مسنۃ
(مرعاۃ المفاتیح صفحہ ۳/۶۹)

یاد رہے کہ دو نصاب کے درمیان واقع ہونے والے عدد وقص کہلاتے ہیں۔ مثلاً ۳۰ اور ۴۰ کے درمیان اسی طرح ۴۰ اور ۶۰ کے درمیان وعلیٰ ھذا القیاس۔ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے لیکن امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۴۰ پر اگر ایک گائے بڑھ جائے گی تو اس میں مسنہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ اگر مسنہ کی قیمت چالیس روپے ہے تو ۴۰ کے بعد ایک گائے میں ایک روپیہ دینا پڑے گا۔ اسی طرح جتنی گائیں زیادہ ہونگی اتنے روپے دینے ہونگے مگر یہ حدیث پاک کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اسی لئے صاحبین نے بھی امام صاحبؒ سے اتفاق نہیں کیا۔

(۳) بکریوں کی زکوٰۃ کا جدول

نصاب	مقدار زکوٰۃ
۴۰ سے ۱۲۰ تک	۱ بکری
۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	۲ بکری
۲۰۱ سے ۳۰۰ تک	۳ بکری

اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری زکوٰۃ دینا پڑتی ہے۔ چنانچہ ۳۹۹ پر بھی ۳ بکریاں ہیں۔ جیسا کہ ۳۰۰ پر تین بکریاں ہیں۔ ۴۰۰ پوری ہوں گی تو ۴ بکریاں دینا پڑیں گی۔ اسی طرح ۵۰۰ پوری ہونگی تو ۵ بکریاں ہوں گی۔ اگر ۵۰۰ سے کم ہوں گی تو زکوٰۃ میں ۴ ہی بکریاں فرض ہونگی۔ وعلیٰ ھذا القیاس اس کے آگے جتنے سینکڑے پورے ہونگے اتنی بکریاں دی جائیں گی۔ جو سینکڑہ کم ہو گا اس پر زکوٰۃ نہیں ہو گی۔

یاد رہے کہ بکریوں میں بچے بھی شمار ہونگے مگر بچے زکوٰۃ میں قبول نہیں کئے جائیں گے۔ زکوٰۃ میں صرف بھیڑ جذعہ (ایک سال کی) یا بکری مسنہ لی جائے گی

زکوٰۃ میں کیسا جانور لیا جائیگا

مصدق (عامل) سارے مال کو اعلیٰ، ادنیٰ اور متوسط تین درجوں میں تقسیم کرے اور متوسط درجہ سے زکوٰۃ لے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

اتقوا کرائم اموال الناس (کتب حدیث)

کے مطابق اعلیٰ قسم کا جانور لینا منع ہے۔ اسی طرح آپ کے دوسرے فرمان:۔

ولا تخرج فی الصدقۃ ولا ذات عوار ولا تیس الا ان یشاء المصدق

کے مطابق کوئی بوڑھا، عیب دار اور نر جانور قبول نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر مصدق (عامل) ان تینوں قسم کے جانور لینے میں فقراء و مساکین کا بھلا سمجھے تو لے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مالک اپنی رضامندی اور خوشی سے اعلیٰ قسم کا جانور دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ انصاری فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجا۔ میں اونٹوں کے ایک مالک کے پاس گیا اور اسے زکوٰۃ دینے کے لئے کہا۔ اس نے میرے سامنے لا کر اپنے سارے اونٹ جمع کر دیئے میں نے شمار کر کے کہا ان کی زکوٰۃ ایک بنت مخاض ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا اس کو لے کر کیا کرو گے۔ نہ یہ سواری کے قابل ہے اور نہ ہی دودھ دے سکتی ہے۔ اس کی بجائے یہ موٹی تازہ، جوان اور قد آور اونٹنی لے جاؤ۔ میں نے کہا میں یہ بغیر اجازت نہیں لے سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں قریب ہی ہیں۔ تم میرے ساتھ چلو اور یہ اونٹنی دکھا دو اگر آپ نے اجازت دیدی تو میں قبول کر لوں گا ورنہ رد کر دوں گا۔ چنانچہ وہ راضی ہو گیا اور اونٹنی لے کر میرے ساتھ چل پڑا۔ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے

لگا۔ یا رسول اللہ! آج تک اللہ تعالیٰ کے رسولؐ یا انؐ کے عامل میرے پاس زکوٰۃ لینے کے لئے نہیں آئے۔ آج پہلا موقع ہے کہ آپؐ کے یہ عامل آئے ہیں اور مجھ سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ میں نے اپنا سارا مال ان کے سامنے لا کر جمع کر دیا۔ انہوں نے کہا اس سارے مال کی زکوٰۃ ایک بنت مخاض ہے۔ میں نے عرض کی "یہ سواری کرنے اور دودھ دینے کے قابل نہیں اس کی بجائے یہ موٹی تازہ جوان اونٹنی لے جاؤ"۔ مگر یہ نہیں مانے۔ اب میں اسے اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ کی خدمت میں لایا ہوں۔ آپ اسے قبول فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے مال کی زکوٰۃ تو وہی بنت مخاض ہے۔ جو ہمارے عامل نے بتائی ہے۔ اب اگر تم اپنی مرضی سے یہ اونٹنی دینا چاہتے ہو تو ہم قبول کر لیتے ہیں۔ اس کا اجر تم اللہ تعالیٰ سے پاؤ گے۔ وہ بولا "یہ لیجئے! اسی لئے تو میں اسے لایا ہوں"۔ آپ نے اسے قبول کرنے کا حکم دیا اور اس کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔ (ابو داؤد)

ایک ہی قسم کا مال ہو تو اس کا حکم

اگر کسی کا مال اعلیٰ۔ ادنیٰ اور متوسط تین درجوں میں تقسیم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے پاس صرف اعلیٰ یا صرف ادنیٰ یا صرف متوسط ہے۔ اسی طرح اس کے پاس صرف ذکور نر ہیں۔ مادہ نہیں ہے۔ تو ان سب صورتوں میں اس سے اسی قسم کا جانور لیا جائے گا جو اس کے پاس موجود ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ۔ ادنیٰ سے ادنیٰ۔ اور ذکور سے نر ہی قبول کر لیا جائے گا۔ یہاں متوسط اور مادہ کی پابندی نہیں ہے۔

مال مخلوط کسے کہتے ہیں؟

اگر دو یا زیادہ آدمیوں کے علیحدہ علیحدہ مویشی (اونٹ' گائے' بکری) ہوں۔ لیکن انہوں نے چرانے کے لئے ایک چرواہا مقرر کر رکھا ہے۔ رات کے وقت ان کو ایک ہی باڑہ میں بند کرتے ہیں۔ نیز ان کی چراگاہ' پانی پلانے کا آلہ اور نسل کشی کے لئے سانڈ بھی ایک ہے۔ تو یہ مال مخلوط ہے اور ان کے مالکوں کو' دو ہوں تو خلیطین اور دو سے زیادہ ہوں تو خلطاء کہتے ہیں۔

مخلوط مال کی زکوٰۃ کا طریقہ

سارے شریک کاروں کا مال مل کر نصاب کو پہنچے یا ان میں سے ہر ایک کا پورا پورا نصاب ہو مگر اس کو مخلوط کئے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے تو مصدق اس سے اس طرح زکوٰۃ لے گا جیسے یہ ایک آدمی کا مال ہے سب مال کو شمار کرے گا اور اس پر جو زکوٰۃ آئے گی وصول کرے گا۔ پھر یہ خلیط اپنے اپنے حصہ کے مطابق ایک دوسرے سے حساب لے دے لیں گے۔ مثال کے طور پر ایک آدمی کی ۲۰ بکریاں اور دوسرے کی ۴۰ ہیں ان دونوں کو اپنا مال مخلوط کئے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ تو مصدق ان ۶۰ بکریوں سے زکوٰۃ کی ایک بکری لے لے گا۔ اب اگر یہ بکری ۲۰ والے کی ہے تو وہ اپنے ساتھی سے اس بکری کی دو ثلث قیمت لے گا اور اگر وہ بکری ۴۰ والے کی ہے۔ تو وہ دوسرے سے اس کی ایک ثلث قیمت لے گا۔ اگر تین آدمی خلیط ہیں اور ہر ایک کے ملک میں ۴۰ بکریاں ہیں۔ تو یہ کل ۱۲۰ ہوئیں۔ سال کے بعد مصدق ان سے ایک بکری لے گا۔ مال چونکہ تینوں کا برابر ہے اس لئے جس کی بکری جائے گی۔ وہ اپنے دونوں ساتھیوں سے اس کی دو ثلث قیمت وصول کرے گا۔ اس طرح ہر ایک کو ثلث بکری زکوٰۃ دینا پڑی۔ یہ اختلاط کا فائدہ ہے اگر وہ باہم خلیط نہ ہوتے تو ان کو تین بکریاں دینا پڑتیں۔

امام مالکؒ کے نزدیک خلیطین یا خلطاء میں سے ہر ایک کا مالک نصاب کو پہنچے تو سب پر زکوٰۃ ہے۔ اور جس کا مال نصاب کو نہ پہنچے' اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ مثلاً دو آدمیوں کی ۴۰۔۴۰ بکریاں ہیں اور ایک کی بیس ہیں سب مل کر سو ہو گئیں۔ ان میں ایک بکری زکوٰۃ پڑے گی۔ اور یہ ان دونوں پر ہو گی جن کی ۴۰۔۴۰ بکریاں ہیں۔ ۲۰ بکری والے پر زکوٰۃ نہیں۔ موطا شریف)

اس کے برعکس امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ۔ عطاءؒ۔ اوزاعیؒ۔

لیثؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ سب خلطاء کا مال مل کر نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے حتیٰ کہ اگر چالیس آدمیوں کی ۴۰ بکریاں ہیں۔ تو ان میں ایک بکری زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ پھر جس کی بکری جائے گی وہ دوسروں سے ان کے حصہ کی قیمت وصول کرے گا۔ یہی مذہب مختار اور احوط ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح)

زکوٰۃ کے خوف سے مال کی جمع تفریق

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

لا یجمع بین متفرق و لا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ
(صحیح بخاری)

یعنی زکوٰۃ کے ڈر سے علیحدہ علیحدہ مال کو اکٹھا نہ کیا جائے، اور اکٹھے مال کو الگ الگ نہ کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہدایت مالک اور عامل دونوں کے لئے ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں دونوں سے یہ کمزوری متوقع ہے۔ مالک کا ڈر تو یہ ہے کہ زکوٰۃ کہیں واجب نہ ہو جائے۔ یا زیادہ نہ دینی پڑے۔ جیسے خلیطین کی ۶۰ بکریاں ہیں۔ مصدق آئے تو ہر ایک ۳۰ بکریاں لے کر علیحدہ ہو جائے۔ اس طرح دونوں زکوٰۃ سے بچ گئے یا دونوں میں سے ہر ایک کے پاس ۱۰۱ بکری ہے۔ دونوں کی بکریاں مل کر ۲۰۲ ہوتی ہیں۔ ان میں تین بکریاں زکوٰۃ واجب ہے لیکن مصدق کی آمد سن کر علیحدہ کر لیتے ہیں۔ اب ہر ایک کو ایک بکری دینا پڑے گی اور ایک بکری کی بچت ہو جائے گی۔ اسی طرح دو آدمیوں کے پاس الگ الگ ۴۰ بکریاں ہیں وہ آپس میں خلیط نہیں ہیں۔ مگر عامل کے پاس اپنے آپ کو خلیط ظاہر کرتے ہیں اور اپنے علیحدہ علیحدہ مال کو جمع کر کے پیش کرتے ہیں اس صورت میں انہیں دو بکریاں دینا پڑیں گی اور ایک بکری بچ رہے گی۔ اس قسم کی گھٹیا حرکات سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا فرمان میں منع فرمایا ہے۔

عامل کا ڈر یہ ہے کہ کہیں زکوٰۃ ساقط یا کم نہ ہو جائے۔ اس لئے کوشش کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ وصول کرے یا کم از کم کوئی مال زکوٰۃ لئے بغیر نہ چھوڑے۔ مثلاً ۳۰۔ ۳۰ بکریوں کے دو علیحدہ علیحدہ ریوڑوں کو جمع کر کے مخلوط بنا دے اور ان سے ایک بکری زکوٰۃ لے لے یا خلیطین کی ۱۲۰ بکریوں کو دو برابر حصوں میں بانٹ کر دو بکریاں وصول کر لے حالانکہ ان پر ایک بکری زکوٰۃ پڑتی تھی۔ مصدق کے لئے بھی مذکورہ بالا فرمان عالی کے پیش نظر یہ حرکت ناجائز ہے۔ جہاں مال ہے۔ عامل زکوٰۃ لینے کے لئے وہاں جائے عامل کے لئے یہ جائز نہیں کہ ایک جگہ بیٹھ جائے اور سارے علاقہ کے لوگوں کو حکم دے کہ اپنے اپنے مال یہاں لا کر زکوٰۃ دو۔ اسی طرح اصحاب مال کے لئے بھی جائز نہیں کہ عامل کی آمد سن کر اپنا مال دس بیس میل دور لے جائیں۔ تاکہ عامل مشقت اٹھا کر زکوٰۃ لینے کے لئے وہاں پہنچے۔ حدیثِ پاک میں آیا ہے:۔

عن النبی صلے اللہ علیہ و سلم قال لا جلب و لا جنب و لا تو خذ صدقاتہم الا فی دورھم - (ابو داؤد)

یعنی آپ نے فرمایا کہ عامل ایک جگہ بیٹھ کر علاقے کے مال اپنے پاس نہ منگوائے اور مویشیوں کے مالک اپنا مال دور نہ لے جائیں بلکہ جہاں کوئی رہتا ہے اس کی زکوٰۃ وہیں جا کر لی جائے۔

گھوڑوں اور غلاموں پر زکوٰۃ نہیں

اگر کسی کے پاس سواری یا افزائش نسل کے لئے گھوڑے ہیں۔ جنگل میں چرتے ہوں یا گھر پر پلتے ہوں، ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ یہی حال غلاموں کا ہے۔ ان پر بھی سوائے صدقۃ الفطر کے زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں اگر گھوڑے یا غلام تجارت کے لئے ہیں تو تجارت کے دوسرے مال کی طرح ان میں بھی زکوٰۃ فرض ہو گی۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک اگر گھوڑے نر و مادہ یا صرف مادہ جنگل میں چرنے والے ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔ کیونکہ ان سے افزائش نسل ہوتی ہے اور یہی ان کے پالنے کا مقصد ہے۔ اگر صرف نر ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان سے نسل نہیں بڑھ سکتی۔ پھر مالک کو اختیار ہے کہ ہر گھوڑے سے ایک دینار زکوٰۃ دے یا ان کی قیمت لگا کر ہر دو سو درہم پر ۵ درہم ادا کرے۔ مگر یہ مذہب جمہور کے خلاف ہے۔ صاحبینؒ نے بھی اس میں جمہور کی

موافقت کی ہے۔ اور محققین علمائے احنافؒ کے نزدیک فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے۔ جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے:۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی المسلم صدقۃ فی عبدہ ولا فی فرسہ وفی روایۃ قال لیس فی عبدہ صدقۃ الا صدقۃ الفطر۔ (متفق علیہ)

یعنی حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے غلام اور گھوڑے میں زکوۃ نہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس کے غلام میں صدقۃ الفطر کے علاوہ زکوۃ نہیں۔

گدھے اور خچر

گدھے اور خچر عموماً باربرداری کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اس لئے بحکم **لیس علی العوامل صدقۃ** ان پر زکوۃ نہیں ہے اگر افزائش نسل کے لئے پالے جاتے ہیں تب بھی احادیث میں ان کی زکوۃ کی تصریح نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا **وقالوا فالحمر یا رسول اللہ!** کہ یا رسول اللہ! گدھوں کے بارے میں کیا ارشاد ہے تو آپؐ نے صرف اتنا فرمایا کہ:۔

ما انزل اللہ فیھا شیئاً الا ھذہ الآیۃ الجامعۃ الفاذۃ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ (صحیح مسلم)

یعنی ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بجز اپنے باب میں منفرد اور ہر قسم کی نیکی اور برائی کو شامل ہونے والی اس آیت کے کوئی خاص حکم نہیں اتارا جو شخص ذرہ کے برابر نیکی کرے گا وہ اس کا ثمرہ پالے گا اور جو شخص ذرہ کے برابر برائی کرے گا وہ بھی اس کا اثر ضرور دیکھے گا۔

مطلب یہ ہے کہ گدھوں اور خچروں کا مالک اگر ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ خرچ کرے گا تو یہ اس کا نفلی صدقہ ہو گا اور اس کا اجر رائیگاں نہیں جائے گا۔ اگر کوئی شخص ان کی تجارت کرے تو بحیثیت تجارت کے مال کے ان پر زکوۃ فرض ہو گی۔

(جاری ہے)

امیر جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ

شیخ سمیع اللہ کو صدمہ

گذشتہ دنوں امیر جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ جناب شیخ سمیع اللہ کی والدہ ماجدہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔ اس حادثۂ فاجعہ اور صدمہ کے موقع پر ادارہ "دعوت" شیخ صاحب اور ان کے خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ وہ مرحومہ کی مغفرت تامہ کرتے ہو ان کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

اللھم اغفرلھا وارحمھا وعافھا واعف عنھا (آمین)

بیگم علامہ احسان الٰہی شہیدؒ کی وفات پر

اظہارِ تعزیت

علامہ الٰہی ظہیر کی بیوہ ۱۹ر جنوری کو بعارضہ قلب انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علامہ مرحوم کی شہادت کے بعد مرحومہ نے یتیم بچوں کی سرپرستی کا پورا پورا حق ادا کیا۔ مرحومہ خود ایک عالم باعمل تھیں۔ وہ حافظ محمد گوندلویؒ کی بیٹی تھیں۔ ان کی وفات سے حافظ محمد گوندلویؒ اور حاجی شیخ ظہور الٰہیؒ ہر دو خاندان جس صدمہ سے دوچار ہیں، ادارہ "دعوت" اور جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ افغانستان اس میں برابر کی شریک غم ہے۔ اور مرحومہ کے لیے مغفرت تامہ کی دعا کرتی ہے۔

اللھم اغفرلھا وارحمھا وعافھا واعف عنھا (آمین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کو تباہ کرے گا اور جس کو اپنی آخرت محبوب ہو گی، تو وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچائے گا۔ تو اے لوگو! تم باقی رہنے والی زندگی پر کو فنا ہونے والی زندگی پر ترجیح دو۔

محمد رحیم خٹک

دعوتِ حق کی راہ میں درپیش "مشکلات" کا بہانہ

حصولِ نصب العین کی کوششیں امکان اور عدمِ امکانِ حصول سے بالاتر ہوتی ہیں

اسلام دوسرے مذاہب کی طرح صرف مذہب نہیں بلکہ دین ہے جو پورے نظامِ زندگی کا احاطہ کرتا ہے یہ ہمیں صرف عقائد' عبادات کے بارے میں نہیں بتاتا بلکہ معاملات کے بارے میں بھی چھوٹی چھوٹی جزئیات سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ آج کل ہمارے بعض علماءِ اسلام کو نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج تک محدود سمجھ کر تبلیغ کر رہے ہیں اسلامی حکومت' خلافت اور شوریٰ کی طرف ان کی توجہ ہوتی نہیں اور کہتے ہیں کہ اسلامی خلافت یا حکومت الٰہیہ کے قیام کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ دعوتِ حق کی راہ میں حائل مشکلات کا بہانہ کر کے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن و احادیث میں اقامت دین کے واضح احکامات موجود ہیں۔

اقامت دین: شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَاوَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ (سورۃ شوریٰ۔ ۱۳)

"(مسلمانو)۔ اللہ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا اور جس کی (اے نبی) ہم نے تم پر وحی کی ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا کہ اس دین کو قائم کرو"

دعوتِ حق اور اقامتِ دین کا نظام قائم کرنے کی تاکید میں حدیث شریف کے بہت ارشادات ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ "اِخْتَارَھُمُ اللّٰہُ لِصُحْبَتِہٖ وَلِاِقَامَۃِ دِیْنِہٖ" اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو اپنے نبیؐ کی معیت اور اقامت دین کے لئے چنا تھا۔ (مشکوٰۃ از عبداللہ ابن مسعودؓ)

اب اسلامی حکومت اور نظامِ اسلام کا قیام کوئی آسان کام تو ہے نہیں کہ یوں لیٹے لیٹے اور بیٹھے بیٹھے قائم ہو جائے اس میں تو۔

یہ قدم قدم بلائیں یہ سواد کوئے جاناں
وہ یہیں سے لوٹ جائے جسے زندگی ہو پیاری

اب اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے کی بجائے بعض علماء' جو بدقسمتی سے عوام الناس کے نمائندے کہلاتے ہیں' طرح طرح کے حیلے تراشتے ہیں' ہم ان عذرات اور حیلوں میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) سیاسی اقتدار سے محرومی کا عذر: بعض علماء یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا قیام صرف اولی الامر کا کام ہے۔ ہم اس کے مکلف نہیں ہیں۔ آج چونکہ اسلامی حکومت موجود نہیں ہے اس لئے اب یہ ذمہ داری ہم سے ساقط ہے حالانکہ اسلامی حکومت کے قیام کا جو حکم ہے اس کے مخاطب صرف اولی الامر ہی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ ہے۔ اگر اولی الامر موجود نہیں ہے تو امت اس کا تقرر کرے اور اگر اولی الامر موجود ہو اور اسلامی احکام کو نافذ نہ کر رہا ہو تو امت اس کو

مجبور کرے یا اسے ہٹا کر کسی دوسرے کو اس کی جگہ لائے تو یہ فرض اتر جاتا ہے گویا یہ فرض کفایہ کی حیثیت رکھتا ہے اگر اولی الامر اسلامی احکام کو نافذ نہ کرے تو یہ ایک اجتماعی گناہ ہو گا۔ جس کا وبال پوری امت پر پڑے گا۔ جو شخص نماز اس لئے نہیں پڑھتا کہ اس کو قرآن پاک یاد نہیں یا کپڑے ناپاک ہیں تو ہم یہی کہیں گے کہ اس کے دل میں نماز کی کوئی اہمیت نہیں ہے ورنہ وہ ایسا عذر لنگ نہ کرتا اور دنیا کے سارے کام چھوڑ کر سب سے پہلے قرآن یاد کرنے کی کوشش اور کپڑے پاک رکھنے کی تدبیر میں لگ جاتا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ مسلمان آج قرآنی احکام کے ایک بڑے حصے کو معطل کر کے صرف اس لئے مطمئن ہو بیٹھا ہے کہ ان پر عمل کرنے کے لئے، جس اقتدار کی ضرورت ہے وہ میسر نہیں ہے اور اس کی مومنانہ حس کو ذرا ٹھیس نہیں لگتی۔ اگر یہ اقتدار اسے میسر نہیں تو یہ اس کا اولین فرض ہے کہ اپنی ساری جدوجہد صرف کر کے اسے حاصل کرے، اس لئے کہ بحیثیت مسلمان ہم اپنی جان، مال اور اپنا سب کچھ اللہ کی رضا کے عوض، ایمان کا اقرار کرتے وقت بیچ چکے ہیں۔

(۲) ناسازگاری ماحول کا بہانہ: اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ باطل کی گرفت بہت وسیع اور مضبوط ہے ایسے حالات میں دعوت اور اقامتِ دین کا کام نہیں ہو سکتا۔ جس زمانہ میں لوگ حق سے جتنے زیادہ بے گانہ ہوں گے حق کے علم برداروں پر اقامتِ دین کا فریضہ اتنا ہی زیادہ اہم اور ضروری ہو جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر نبیؑ عموماً ایسے وقت دعوت پر مامور کیا جاتا ہے جب حق کی روشنی بالکل مفقود ہو چکی ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ جدوجہد ایسے ہی ماحول سے زیادہ مانوس ہے۔

(۳) جذباتیت کا طعنہ: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ دعوتِ حق کے مجاہد علماء جذباتی ہوتے ہیں حالانکہ عقل صرف "چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے" عقل صرف سفر کی سمت متعین کرتی ہے اور گاڑی تیار کرتی ہے مگر گاڑی کے انجن کو حرکت دینے والی اور منزل مقصود تک پہنچانے والی طاقت یہی جذبات مہیا کرتے ہیں۔ جس طرح بعض مقاصد کے تعین میں جذبات سے کام نہ لینا عقلیت ہے اسی طرح ان مقاصد کے حصول میں جذبات سے کام لینا بھی عقلیت ہے، جذباتیت نہیں۔ جب ہم نے اسلام کو خدا کا واجب الاتباع دین مان لیا اور اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو اب تذبذب سے کام لینا دانشمندی نہیں بلکہ جہالت اور کمزوری ہے۔ راستے صرف دو ہیں، ایک رحمٰن کا

ہم نے امریکہ کی طرح دنیا بنائی
نہ صحابہؓ کی طرح اخرت

راستہ ہے اور دوسرا شیطان کا۔ تیسری کوئی راہ نہیں بلکہ سراسر منافقت ہی منافقت ہے۔ اور آج ہم سب مسلمان اس دوراہے پر کھڑے ہیں جہاں ایمان کی وجہ سے پوری طرح شیطان کی تابعداری نہیں کرتے کہ آخرت کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہے اور نہ پوری طرح رحمٰن کی تابعداری کرتے ہیں کہ دنیا کے برباد ہو جانے کا ڈر ہے۔ بس درمیان میں لٹک رہے ہیں۔ نہ ہم نے امریکہ کی طرح دنیا بنائی اور نہ صحابہ کرامؓ کی طرح آخرت۔ لہٰذا فیصلہ کرنا چاہیے کہ 'رحمان کا ہو جا یا شیطان کا ہو جا۔'

(۴) غیرت کا سبق: بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ حکومت الہیہ کا قیام اب ممکن نہیں ہے۔ لیکن جو چیز زندگی کا فریضہ اور نصب العین قرار پا چکی تو وہ امکان اور عدم امکان کی بحث سے بالاتر ہوتی ہے۔

بر تر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

نصب العین وہ ہوتا ہے جو زندگی کے میدان میں آنے کے لئے حالات کی اجازت کا محتاج نہ ہو۔ چنانچہ انبیاء کرامؑ اور ان کے پیروکاروں نے حکومتِ الٰہیہ کو قائم کر کے دکھایا حالانکہ حالات سازگار نہ تھے۔ یہ قاعدہ صرف مسلمان کیلئے نہیں ہے بلکہ غیر

قسم کے اخلاقی، مادی اور حربی وسائل دے رہے تھے آج جبکہ مجاہدین کامیابی کی دہلیز پر کھڑے ہیں تو ان کی اخلاقی مدد کرنے سے بھی آنکھیں چرا رہے ہیں بقول مرزا غالب ؏

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح

مسلم افغانستان کے حل میں تعطل کو دیکھ کر چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ غیر متوقع طور پر سوویت یونین کا جنازہ دولت مشترکہ کی ہیئت میں دیکھ کر بعضوں کو افغانستان کی دولت مشترکہ کی تمنا پیدا ہوئی ہو گی۔ شاید یہ ناجائز تمنائیں افغان مجاہدین و مہاجرین کے مصائب کی طوالت کا سبب بن گئیں ہیں۔

یہ محض افتراء اور جھوٹ ہے کہ افغان احزاب میں اقتدار کی رسہ کشی کی وجہ سے متفقہ لائحہ عمل کا فقدان ہے افغان مجاہد ذہین قوم ہیں ان کی سب سے بڑی تمنا افغانستان کی سرزمین پر اسلامی حکومت کا قیام ہے وہ افغانستان کے بارے میں غیروں کے قبل از وقت خدشات اور مستقبل میں جنم لینے والے مسائل کو اسلام کے عادلانہ نظام سے حل کرنے کے قابل ہیں مگر افسوس کہ نادیدہ ہاتھ افغان مجاہدین کی راہ میں ایسی رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں کہ ان کے مکروہ منصوبے مجاہدین کے لیے عملی مسائل کی شکل اختیار کر رہے ہیں یہ اس وقت مجاہدین کو افغانستان کے اندر جانے کے لئے حالات سازگار قرار دیدیں گے، جب افغانستان میں نسلی، لسانی اور فرقوں کی تحاریک جوبن پر آئیں گی اسطرح افغان قوم مزید مصائب کا شکار ہو کر اسلامی جہاد کے اثرات وفیوض اور برکات سے محروم رہ جائے گی۔

آج عالم اسلام کا فرض ہے کہ وہ ذاتی مفادات اور غیر اسلامی عناصر کے عزائم کا سد باب کرنے کے لئے افغان مجاہدین کی اسوقت تک ہر قسم کی امداد جاری رکھیں، جب تک وہاں مکمل اسلامی حکومت قائم نہ ہو۔

سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد نفسیاتی لحاظ سے بھی نجیب کے لئے برسر اقتدار رہنا ممکن نہ تھا مگر ضرور کوئی ایسا ہاتھ اسکی پشت پر ہے جس سے نجیب اور اسکی غیر قانونی انتظامیہ کو زندگی کی سانسیں مل رہی ہیں اور نجیب کے اس اقتدارِ مستعار میں اسلامی حکومت کے خلاف اہل کفر کی ازلی دشمنی بھی شامل ہے اور عالم اسلام کی بے حسی بھی۔

سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد نجیب کا اقتدار میں رہنا اور مسلم افغانستان کے حل کے بارے میں متفقہ اقدام اختیار نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ عالم اسلام اپنے مسائل کو حل کرنے استطاعت سے محروم ہے اور اسلامی کانفرنس کی تنظیم "وحدت امت" کے تصور کو عملی شکل دینے کے منصوبوں کا آغاز کرنے سے بھی کوسوں دور ہے۔

امریکی ورلڈ آرڈر سے عالم اسلام خوف محسوس کر رہا ہے مگر اپنے تحفظ کے لئے اسلامی ورلڈ آرڈر بنانے کی طرف کوئی اقدام ابھی تک نہیں کیا ہے اسلامک ورلڈ آرڈر کی اہمیت محسوس نہ کرنے کی وجہ سے وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کے ساتھ عالم اسلام کا وہ ربط پیدا نہ ہو سکا جس کی مسلم ریاستوں کو عالم اسلام سے توقع کی تھی۔ وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کا دولت مشترکہ میں داخل ہونا دراصل عالم اسلام کی کمزوری کی علامت ہے ۷۰ سال بعد کی مسلم ریاستوں کا الحادی نظام سے آزادی حاصل کرنا سارے عالم اسلام کے لئے خوشی کی بات تھی مگر عالم اسلام کے ممالک نزع کی حالات میں اکھڑتی سانس لینے والے گوربا چوف سے اتنے خائف تھے کہ دولت مشترکہ کے اعلان سے پہلے ان کے ساتھ نہ رابطہ رکھ سکے اور نہ ان کو عالم اسلام کی طرف سے کچھ یقین دہانی کرا سکے، جب پوری طرح یقین ہو گیا کہ قطب شمالی کا ریچھ برفانی تودوں کے نیچے دب گیا ہے تو نہایت آہستہ آہستہ قدموں سے کہ کسی کو ان کے قدموں کی چاپ سنائی نہ دے وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کی دہلیز پر وارد ہوئے۔ عالم اسلام کی اس گومگو کیفیت کی وجہ سے وسط ایشیا کی مسلم ریاستیں ایسی حالت سے دو چار ہوئیں کہ سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد بھی نجیب کے خلاف مجاہدین کی موثر امداد و حمایت نہ کر سکیں بلکہ الٹا خدشہ محسوس ہوتا ہے کہ وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں سے کہیں

مسلم بھی اگر نصب العین کے لئے مطلوبہ جدوجہد فراہم کرے تو اپنے غلط مقصد میں کامیاب ہو جائے گا اور ہوتا رہتا ہے' بات صرف غیرت کی ہے۔

کارل مارکس کے پیروؤں کو لیجئے - وہ کچھ مخصوص نظریات پر ایمان لائے۔ یہ نظریات غلط سہی اور انہی نظریات کی دعوت اور اقامت کو انسانی مسائل کا حل سمجھا اور پوری یکسوئی کے ساتھ اور غیرت کے ساتھ جدوجہد کی اور اس وقت سب سے زیادہ ظالم زار نکولس کی حکومت تمام اسلحوں سے مسلح ہو کر ان پر ٹوٹ پڑی۔ ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا مگر اشتراکیت پر ایمان رکھنے والوں کے عزم کو نہ ہلا سکی اور بالآخر یہ لوگ زار کا تختہ الٹ کر اشتراکی نظام قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

انبیاء کرامؑ و صحابہ کرامؓ کے واقعات ہم اس لئے نہیں دہراتے ہیں کہ ان واقعات کو نفسِ حیلہ گر پیغمبرانہ جوشِ تبلیغ اور امدادِ غیبی کا نتیجہ قرار دے کر ٹال سکتا ہے مگر اہلِ کفر کی ان سرفروشیوں کے پیچھے کسی معجزے اور امدادِ غیبی کا ہاتھ بتایا جا سکتا ہے؟ افسوس! یہ منظر کتنا عبرت ناک ہے کہ اہلِ کفر جن کی نظر صرف اِسی دنیا تک ہے۔ اِسی عالمِ آب و گِل تک محدود ہے۔ وہ ادائے فرض میں فکرِ انجام سے اتنے بلند تر ہوں' اور وہ' جن کا دعویٰ ہے کہ ہمارا اٹھنا' بیٹھنا' مرنا اور جینا' ہماری نماز' قربانی' زندگی اور موت سب کچھ صرف اللہ کے لئے ہے' ناکامی کے اندیشے ڈھونڈنے میں مصروف ہیں۔

جس وقت حضورؐ اٹھے ' کیا اس وقت دنیا پر کفر و شرک کا غلبہ نہ تھا' کیا حالات سازگار تھے دعوتِ حق کے لئے؟ مگر ایک جان نے اٹھ کر ساری دنیا کو چیلنج کیا اور سب کو اللہ کے رنگ میں رنگ دیا۔ یہ اب بھی ہو سکتا ہے مگر بات ہے نصب العین کی اور اس پر مرمٹنے کی۔ بقول مجاہدؒ درویش:

"یہ شریعت بزدلوں اور نامردوں کے لئے نہیں اتری ہے۔ نفس کے بندوں اور دنیا کے غلاموں کیلئے نہیں اتری ہے۔ ہوا کے رخ پر اڑانے والے خس و خاشاک اور پانی کے بہاؤ پر بہنے والے حشرات الارض اور ہر رنگ میں رنگ جانے والے بے رنگوں کے لئے نہیں اتری ہے۔ یہ ان بہادر شیروں کے لئے اتری ہے۔ جو ہوا کا رخ بدل دینے کا عزم رکھتے ہوں۔ جو دریا کی روانی سے لڑنے اور اس کے بہاؤ کو پھیر دینے کی ہمت رکھتے ہوں۔ جو صبغتہ اللہ کو دنیا کے ہر رنگ سے زیادہ محبوب رکھتے ہوں اور اسی رنگ میں تمام دنیا کو رنگ دینے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔"

اسلامی حکومت کا قیام اور دعوتِ حق کا نظام قائم تو ہو سکتا ہے مگر اس کیلئے دل گردہ چاہئے:

چوا ے گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

یہ مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔ اگر ہم اپنے آپ کو کمزور سمجھتے ہیں تو کمزور کیلئے دنیا میں نہ کوئی مذہب ہو سکتا ہے اور نہ کوئی اصول۔ اس کو تو ہر زبردست سے دبنا پڑے گا' ہر طاقت ور کے آگے جھکنا پڑے گا۔

اسی سلسلے میں مجاہدؒ بابا فرماتا ہے کہ:

" انقلاب ہمیشہ قوت ہی کے اثر سے رونما ہوا ہے اور قوت ڈھل جانے کا نام نہیں ڈھال دینے کا نام ہے۔ مڑ جانے کو قوت نہیں کہتے' موڑ دینے کو کہتے ہیں۔ دنیا میں کبھی نامردوں اور بزدلوں نے کوئی انقلاب پیدا نہیں کیا۔ جو لوگ اپنا کوئی اصول' کوئی نصب العین نہ رکھتے ہوں جو بلند مقصد کے لئے قربانی دینے کا حوصلہ نہ رکھتے ہوں۔ جن کو دنیا میں محض آسائش اور سہولت ہی مطلوب ہو۔ جو ہر سانچے میں ڈھل جانے اور ہر دباؤ سے دب جانے والے ہوں۔ ایسے مرغ باد نما لوگوں کا کوئی قابلِ ذکر کارنامہ انسانی تاریخ میں نہیں پایا جاتا۔"

'تو رحمٰن کا ہو جا یا شیطان کا' تاکہ ایک طرف ہو کر پوری یکسوئی کے ساتھ کام تو کیا جا سکے۔

خِیَارُکُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ تم میں جاہلیت میں جو کام کے لوگ ہیں وہ اسلام میں بھی کام کے لوگ ہیں۔ (حدیث شریف)۔

درمیان میں لٹک جانے سے وقت اور مال دونوں کا ضیاع ہے۔ خدا ہم سب کو اس لیت و لعل اور تذبذب سے نکالے۔

اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں تعلیم و تربیت کی اہمیت

تعلیم اور سیرت سازی دو نوں اسلامی نظامِ تعلیم کی اساس ہیں

عبدالصمد رفیقی
مدرس جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ لاہور

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُوْلُو الْاَلْبَابِ (۲۳،الزمر ۹)

" فرما دیجئے کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے برابر ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں"

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں ہے کہ اسلامی معاشرہ ہر دور کیلئے ایک مثالی معاشرہ ہے اس معاشرے کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں ہر فرد کو ذمہ دار بنایا گیا ہے جیسا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اَلَا وَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ (بخاری النکاح باب قولہ تعالیٰ قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا)

کہ خبردار تم میں سے ہر کوئی ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اسکی ذمہ داری سے متعلق سوال کیا جائے گا۔

معاشرے میں صحیح معنوں میں اسلامی رنگ بھرنے کیلئے سب سے بڑا دخل اسلامی تعلیم و تربیت کا ہے کیونکہ صحیح تعلیم، صحیح افراد تیار کرتی ہے اور صحیح سیرت و کردار کے مالک افراد ہی کسی معاشرے کو ایک مثالی اسلامی معاشرہ بنا سکتے ہیں۔

آج کے مہذب دور میں تعلیم کو انسان کا بنیادی حق قرار دیا گیا ہے جبکہ آج سے پندرہ سو سال پہلے ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول علم کو ہر مسلمان پر فرض قرار دیا تھا انسان اپنے حق سے تو دستبردار ہو سکتا ہے مگر فرائض سے پہلو تہی نہیں کی جا سکتی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام نے ہر مسلمان پر حصولِ علم فرض قرار دیا ہے تو آخر اس کا منشا کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ (۲۷ الذٰریات ۵٦)"

"کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اپنی عبادت کیلئے کیا ہے"

معبودِ حقیقی کی عبادت اگر اسی کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق سر انجام دی جائے تو یہ عبادت، عابد کو بہت جلد اسکے معبودِ حقیقی تک پہنچا دیتی ہے اور اگر حصول علم کے بغیر ہی عبادت شروع کر دی جائے تو عین ممکن ہے کہ عابد ایک چیز کو نیکی سمجھ کر کرے جبکہ حقیقت میں وہ نیکی نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے قول و عمل سے پہلے حصول علم پر زور دیا ہے چنانچہ فرمایا:

"فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ ۝ (۲٦،محمد ۱۹)"

"کہہ دیجئے کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے برابر ہو سکتے ہیں۔"

"تعلیم بجائے خود منزل نہیں ہے بلکہ منزل کے حصول کا ایک ذریعہ ہے اور اسلامی تعلیم و تربیت کی حقیقی منزل دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔ علم کا تعلق صرف ضروریاتِ زندگی کے ساتھ ہی نہیں بلکہ مقاصدِ حیات سے بھی ہے۔ ضروریات' تو زندگی کو قائم رکھنے کیلئے ہوتی ہیں وہ زندگی کا مقصد نہیں ہیں' اسلئے ضروریاتِ زندگی کو مقاصدِ حیات کے تابع ہونا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے علم کا جو تصور دیا ہے اسمیں علم اور تربیت دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے مسلمانوں کے مخصوص نظامِ تعلیم میں تعلیم اور سیرت سازی ایک ہی حقیقت کے دو پہلو

ضروریاتِ زندگی کو مقاصدِ حیات کے تابع ہونا چاہیئے۔

رہے ہیں۔

"پیارے پیغمبر حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اسمیں علم کی ضرورت و اہمیت اور اسکے ذرائع کے متعلق واضح اشارات موجود ہیں چنانچہ فرمایا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ

(۳۰ العلق ۱۔ ۵)

"اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا فرمایا۔ پڑھ! تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعے سکھایا' انسان کو وہ کچھ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا"

"ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

۱۔ دین اسلام کی ابتداء ہی پڑھنے سے ہوئی۔

۲۔ نیز پڑھنے کے حکم کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے مقدس نام سے کر کے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ تعلیم کو مذہب سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔

"اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض کا یوں تذکرہ فرمایا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۳ آل عمران ۱۶۴)

"یقیناً اللہ تعالیٰ کا مومنین پر یہ احسان ہے کہ اس نے انہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے ان کا تزکیہ فرماتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (دارمی بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ثالث)

"میں تو لوگوں کیلئے معلمِ (اخلاق) بنا کر بھیجا گیا ہوں اور فرمایا کہ:

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (متفق علیہ)

"اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرما لیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی وروحی نے مسجد

مسجدِ نبویؐ میں مکتب کا قیام' اس بات کا آئینہ دار ہے کہ مسلمان کا دارالعلم اور دارالعمل الگ الگ نہیں ہے۔

نبوی میں مکتب قائم کر کے گویا اس بات کی تعلیم دی کہ مسلمان کا دارالعلم اور دارالعمل الگ الگ نہیں ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تلامذہ کی تعلیم و تربیت دونوں پر یکساں طور پر بھرپور توجہ دی یہی وجہ تھی کہ اگر ان میں سے کسی سے جرم کا ارتکاب ہو جاتا تو وہ بارگاہِ رسالت مآب میں از خود آ کر اعترافِ گناہ کرتا اور اسلامی سزا کے اجراء کا مطالبہ کرتا۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پاک کا ایک سبق لیتے اور پھر اس وقت تک دوسرا سبق نہ لیتے جب تک ہم پہلے سبق کو اپنے قول و عمل میں سمو نہ لیتے۔ (السنہ قبل التدوین)

اسلامی نظام تعلیم و تربیت کی من جملہ دیگر خصوصیات کے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ صلی

یہ آپؐ کی تربیت کا فیضان تھا کہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے کوئی جُرم ہو جاتا تو وہ خود اعتراف گناہ اور اسلامی سزا کے اجراء کا مطالبہ کرتا

اللہ علیہ وسلم اس کا مرکز و محور ہیں لیکن اسکا یہ معنی ہرگز نہیں ہے کہ اسلام دنیاوی علوم کی نفی کرتا ہے بلکہ ضروریات زندگی کو پورا کرنے کیلئے اسلام نے محنت و مزدوری اور کسبِ حلال پر جو زور دیا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔

اسی طرح مختلف علوم و فنون اور حرفتوں کو سیکھنے اور ان سے وابستہ ہونے کو بھی اسلام پسند کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا ہر پیروکار دینی تعلیم سے کم از کم اس قدر ضرور بہرہ ور ہو کہ وہ اپنے مقصدِ حیات کو پہچان سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکے اور یوں دنیا کے ساتھ ساتھ فلاح آخرت کا بھی حقدار بنے۔ یہی مفہوم ہے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا جس میں آپ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

حصول علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(صحیح جامع الصغیر وزیادتہ ۲/۷۲۷)

"اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے معاشرے کو ایک حقیقی مثالی اسلامی معاشرہ بنائے" آمین

بقیہ: الجزائر کے لوگو!

سندھ میں چند افراد کی گرفتاریوں کو وہ انسانی حقوق کے لئے بڑا خطرہ قرار دے چکے ہیں ..... لیکن ان کی زبان تمہارے معاملے میں گُنگ ہے، تمہارے منتخب نمائندے گرفتار کئے جا رہے ہیں وہ خاموش ہیں۔ تمہارے انسانی حقوق، فوجی دستوں کی زد میں ہیں تمہارا راستہ روکنے کے لئے دستور کو معطل کر دیا گیا ہے لیکن جمہوریت کے "ابا" بُش ایک لفظ نہیں بول رہے۔

الجزائر کے لوگو!

تمہارا راستہ کٹھن بنا دیا گیا ہے ...... لیکن تمہاری طرح ہمیں بھی یقین ہے کہ اسے روکا نہیں جا سکتا۔ مستقبل تمہارا ہے تمہاری راہ میں گڑھے کھودنے والے خود ان میں گریں گے تم دستور کے تحت اقتدار میں آتے تو یہ تمہارے پاؤں کی زنجیر بن جاتا۔ تبدیلیوں کو اس سے اجازت نہ ملتی تو پیچھے ہٹ کر بیٹھ جاتیں۔ دستور کو پامال کرنے والے سیکولر حکام، تمہاری کامیابی انقلاب میں بدلنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ تمہاری جمہوری حکومت کو روک کر انقلاب کو آواز دے رہے ہیں۔ اپنے لئے آپ جال بنا رہے ہیں۔ یہ اپنی روش نہیں بدلیں گے تو اس جال میں پھنس کر رہیں گے۔ آج کا صیاد کل خود پھڑکے گا لیکن اسے رہائی نصیب نہیں ہو گی اس کے دن گنے جا چکے ہوں گے۔

الجزائر کے لوگو، ثابت قدم لوگو!

کامیابیاں تمہارے قدم چومنے کے لئے بے تاب ہیں کامرانیاں پھول لے کر تمہارا راہ تک رہی ہیں۔ الجزائر اسلام کا قلعہ بن کر رہے گا اور پاکستان کے مسلمان بھی اس منزل کو پائیں گے اسلام آباد سے الجزائر تک ایک نئی تاریخ لکھی جائے گی ایک نئی دنیا پیدا ہو گی ...... ایک نیا جہان بیدار ہو گا ایک نیا نظام تشکیل دیا جائے گا ...... سنو، سنو اسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے ......

کوئی دم کی بات ہے یہ، کوئی پل کی بات ہے یہ
نہ رہے گا کوئی قاتل، نہ رہیں گی قتل گاہیں

بشکریہ روزنامہ جنگ

امارتِ اسلامی ذرائعِ ابلاغ میں

افغانستان کی جاری صورت حال کو مدنظر رکھ کر جماعۃ الدعوۃ اپنے نقطہ نظر کا اظہار کرتی رہتی ہے۔ جسے قومی اخبارات مناسب کوریج دیتے ہیں۔ اس ماہ جو بیانات قومی اخبارات میں شائع ہوئے ان کی ایک جھلک ذیل میں دی جا رہی ہے۔

روزنامہ جدت اپنی ۷ر جنوری ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

افغانستان میں شدید لڑائی جاری ہے

پشاور (افغان اسلامی نیوز ایجنسی) جماعت الدعوۃ افغانستان کے امیر مولوی سمیع اللہ نے اعلان کیا ہے کہ مجاہدین نجیب انتظامیہ کے خلاف بھرپور کاروائیاں جاری رکھیں گے اور اسلامی مقاصد کے حصول تک جہاد جاری رکھا جائے گا انہوں نے کہا کہ افغانستان کی مستقبل کی عبوری حکومت میں نجیب کی شمولیت مجاہدین کے لئے قابل قبول نہیں کیونکہ نجیب کے ہاتھ لاکھوں افغان شہداء کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ ادھر افغانستان کے صوبہ ننگرہار، بدخشاں، پکتیا، لوگر، گردیز اور دیگر صوبوں میں افغان مجاہدین اور کابل کی کٹھ پتلی نجیب انتظامیہ کی فوجوں کے درمیان خونریز جھڑپیں ہونے کی اطلاعات ملی ہیں۔ نجیب انتظامیہ کے لڑاکا طیارے مجاہدین کے ٹھکانوں اور آبادی پر بمباری کر رہے ہیں جبکہ مجاہدین طیارہ شکن توپوں اور دوسرے ہتھیاروں سے ان کا مقابلہ کر رہے ہیں فریقین ایک دوسرے کے ٹھکانوں پر دور مار توپوں کی گولہ باری کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے بھاری ہتھیار بھی لڑائی میں استعمال کر رہے ہیں۔ ان حملوں میں میزائیل اور راکٹ لانچر بھی استعمال ہو رہے ہیں افغان اسلامی نیوز ایجنسی کے مطابق افغان مجاہدین نے الزام لگایا ہے کہ نیگیٹو سیمٹری کے نافذ العمل ہونے کے باوجود نجیب انتظامیہ کو برابر امداد مل رہی ہے ان ذریعوں کے مطابق وسطی ایشیا کی پانچ جمہوریاؤں کے راستے یکم جنوری کو فوجی امداد کی خاصی کھیپ نجیب انتظامیہ نے وصول کی۔ افغان ذریعوں کے مطابق نیگیٹو سیمٹری صرف کاغذی کارروائی ہے اور افغانستان میں جاری جنگ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا۔

اس خبر کو روزنامہ وحدت (پشتو) نے دو کالمی شکل میں شائع کیا ہے۔ اور 'News' نے بھی اسی روز شامل اشاعت کیا۔

○

روزنامہ مشرق اپنی ۱۵ جنوری ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

افغان عوام مکمل اسلامی حکومت سے کم پر ہرگز راضی نہیں ہونگے۔ شیخ سمیع اللہ

پشاور (افغان اسلامی نیوز ایجنسی) جماعت الدعوۃ القرآن والسنہ افغانستان کے امیر شیخ سمیع اللہ نے واضح کیا ہے کہ ان کی جماعت افغانستان میں صرف ایک ایسی حکومت کی حمایت کرے گی جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسلامی اصولوں پر کاربند ہو خواہ یہ حکومت عبوری ہو یا مستقل۔ افغان اسلامی نیوز ایجنسی کو ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت کا ہمیشہ سے یہ موقف رہا ہے کہ زندگی کے ہر مرحلے اور ہر شعبہ میں اسلامی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کی جائے کیونکہ قرآن و سنت کی رہنمائی میں ہی مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ شیخ سمیع اللہ نے کہا ہے کہ افغان عوام نے ۱۳ سال تک اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بیش بہا قربانیاں دیں اور وہ افغانستان میں ایک مکمل اسلامی حکومت کے سوا کسی دوسری حکومت پر ہرگز مطمئن نہیں ہوں گے انہوں نے کہا کہ افغان مسئلہ کے حل کے لئے کی جانے والی کوشش صرف اس صورت میں کامیاب ہو سکتی ہیں جب افغان عوام کو یہ ضمانت فراہم کی جائے کہ افغانستان میں قرآن و سنت کو سپریم لاء کی حیثیت دی جائے گی اور حکومتی، انتظامی، دفاعی، سیاسی اور سماجی شعبوں میں اسلامی اصولوں کو رائج کیا جائے گا۔

اس خبر کو روزنامہ جدت پشاور اور روزنامہ وحدت (پشتو) نے اپنی اسی روز کی اشاعت میں دو کالمی شکل میں شامل کیا۔

○

روزنامہ مشرق اپنی ۱۸ر جنوری ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

افغانستان میں اسلامی نظام سے متصادم کوئی نظام قبول نہیں کیا جائے گا

پشاور (اسلامی نیوز ایجنسی) جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ

کے رہنما مولوی سمیع اللہ نے کہا ہے کہ ان کی جماعت کا بنیادی مقصد افغانستان میں ایک ایسی مکمل اسلامی حکومت کا قیام ہے جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں قرآن و سنت پر کاربند ہو مجاہدین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ افغان عوام نے ملک میں قرآن و سنت کی بالا دستی کے عظیم مقصد کی خاطر تیرہ سال تک جہاد کیا اور اس سلسلے میں ہر قسم کے مصائب و مشکلات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا چنانچہ اگر افغانستان میں اسلامی نظام سے متصادم کوئی اور نظام رائج کیا گیا تو یہ پندرہ لاکھ افغان شہداء کے خون سے غداری ہو گی مولوی سمیع اللہ نے کہا کہ افغان جہاد کی بدولت ہی دنیا سے کیمونزم کا خاتمہ ہوا اور وسطی ایشیا کی مسلم ریاستیں آزادی سے بہرور ہوئیں انہوں نے کہا کہ اب اسلام دشمن قوتیں اس خوف میں مبتلا ہیں کہ کہیں وسطی ایشیا کے مسلم ممالک دوسرے اسلامی ملکوں کے ساتھ مل کر اسلامی بلاک نہ بنا لیں چنانچہ اس خوف کے پیش نظر طرح طرح کی سازشیں شروع کر دی گئی ہیں انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ اسلامی دشمن قوتوں کے مذموم عزائم کو ناکام بنانے میں اپنا کردار ادا کریں اور اس سلسلے میں مسلمانوں کی رہنمائی کریں مولوی سمیع اللہ نے اپنی جماعت کے اس موقف کا بھی اعادہ کیا کہ افغانستان میں کسی ایسی عبوری یا مستقل حکومت کی ہی حمایت کی جائے گی جو قرآن و سنت کو ملک میں سپریم لاء کی حیثیت دینے کی موثر ضمانت فراہم کرے۔

○

۱۷ر جنوری کی اشاعت میں روزنامہ جدت لکھتا ہے۔

شخصیات سے ہمیں کوئی سروکار نہیں افغانستان میں اسلامی حکومت چاہتے ہیں ۔ مولانا سمیع اللہ

پشاور (اسلامی نیوز ایجنسی) شیخ مولانا سمیع اللہ امیر جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ افغانستان نے کہا ہے کہ مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں ہمارا موقف بالکل واضح ہے شخصیات سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہم افغانستان کو ایک مکمل ملک دیکھنا چاہتے ہیں جہاں قرآن و سنت کا نظام عملاً رائج ہو۔ شیخ سمیع اللہ نے کہا کہ جہاد افغانستان کے دوران پندرہ لاکھ افغانوں نے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور لاکھوں مجاہد معذور' لاکھوں بچے یتیم اور لاکھوں عورتیں بیوہ ہو گئیں ان بیش بہا قربانیوں کا مقصد افغانستان کو آزاد کرا کر وہاں پر اسلامی نظام کا نفاذ ہی تھا۔ مولوی سمیع اللہ نے کہا کہ ہم ہر کسی کے ساتھ تعاون کریں گے جو افغانستان میں حقیقی معنوں میں اسلامی نظام نافذ کرے گا ہمیں ہر وہ حکومت قابل قبول ہے جس کا مقصد اسلامی نظام کا نفاذ ہو انہوں نے حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جنہوں نے گذشتہ تیرہ سالوں سے افغان مجاہدین کی مکمل حمایت کی اور افغان بھائیوں کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی حکومت اور عوام نے مسئلہ افغانستان میں جتنی تکالیف برداشت کیں ہم انہیں کبھی نہیں بھول سکتے انہوں نے افغان مجاہدین سے اپیل کی کہ افغانستان کے مظلوم عوام' یتیمی' بیواؤں اور معذوروں کے خاطر اپنے تمام اختلافات کو پس پشت ڈال کر اس نازک مرحلے میں اتحاد اور اتفاق کا مظاہرہ کریں تاکہ افغان عوام کی قربانیاں رائیگاں نہ جائیں۔

اس خبر کو روزنامہ وحدت (پشتو) اور روزنامہ "مشرق" نے بھی اپنی اسی روز کی اشاعت میں شامل کیا ہے۔

○

روزنامہ جنگ ۱۹ جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے:

افغانستان میں اسلامی حکومت نہ بننا شہیدوں سے غداری ہوگی

پشاور (اسلامی نیوز ایجنسی) افغان مجاہدین کی تنظیم جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے امیر مولانا سمیع اللہ نے کہا ہے کہ افغان جہاد کا مقصد افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام تھا اور اس مقصد کے حصول کے لئے پندرہ لاکھ سے زیادہ افغانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور پچاس لاکھ سے زیادہ افغان اپنا وطن چھوڑ کر مہاجرین کیمپوں میں رہے۔ جنگ سے خصوصی گفتگو کے دوران مولانا سمیع اللہ نے کہا کہ اگر افغانستان میں اسلامی حکومت قائم نہیں ہوتی تو اس طرح ہم شہیدوں کے خون سے غداری کے مرتکب ہونگے اور افغان قوم شہیدوں کے خون سے غداری کرنے والوں کو معاف نہیں کرنے گی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی حکومت اور عوام نے افغان جہاد کی جس طرح مدد کی وہ تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانوں کے ہاتھوں روس کی تباہی کے بعد امریکہ افغانستان میں اپنی مرضی کی حکومت قائم کرنے کی جس سازش میں مصروف ہے وہ کامیاب نہیں ہو گی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر افغان مجاہد لیڈروں نے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کیں تو افغان قوم انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گی۔ کشمیری مجاہدین اور افغان مجاہدین میں رابطوں کے سلسلے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ افغان مجاہدین جنگ کی حالت میں ہونے کے باوجود کشمیری مجاہدین کی بھرپور طریقے سے مدد کر رہے ہیں اور انہیں تربیت دے رہے ہیں انہوں نے کہا کہ افغان مسئلہ حل ہونے کے بعد ہم آزادی کشمیر کے لئے کشمیری مجاہدین کی ہرممکن طریقے سے امداد کا سلسلہ جاری رکھیں گے اور ان کے شانہ بشانہ جدوجہد کریں گے۔

اس خبر کو اسی روز روزنامہ "مشرق" پشاور نے بھی پہلے صفحے پر دو کالمی صورت میں کوریج دی۔

○

افغان جہاد اور کشمیر میں ظلم و ستم کے روز و شب

۱۹۹۱ء کے واقعات کے آئینے میں

جنوری:

۲۰ر جنوری - افغان مجاہدین نے کابل فوج پر حملہ کر کے متعدد گاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔

فروری:

۷ر فروری - مجاہدین نے کابل انتظامیہ کے ۱۲ فوجی ہلاک کر دیئے۔

مارچ:

۲۹ر مارچ - کابل میں بم کا دھماکہ، متعدد افراد ہلاک اور زخمی۔

اپریل:

یکم اپریل۔ افغان مجاہدین کا خوست پر قبضہ۔ ۵ ہزار فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

۵۔ اپریل - افغان مجاہدین نے پکتیا کے ضلع حاجی میدان پر قبضہ کر لیا۔

۷۔ اپریل۔ افغان مجاہدین نے ۲ ہیلی کاپٹر ۲۵ ٹینک اور ۱۵۰ فوجی گاڑیوں پر قبضہ کر لیا۔

۱۱۔ اپریل۔ خوست میں بارودی سرنگ پھٹنے سے ۱۰ مجاہد جان بحق ہو گئے۔

۱۴۔ اپریل۔ افغان مسئلہ اس سال حل کیا جائے۔ اقوام متحدہ سے روس کا مطالبہ۔

۱۲۔ اپریل۔ کابل انتظامیہ کے دو فوجی گروپوں میں خونریز لڑائی ۱۴ فوجی ہلاک۔

۲۲۔ اپریل۔ وادی کنڑ کے مرکز اسد آباد میں اسلام دشمنوں کا ا سکڈ میزائلوں سے وحشیانہ حملہ۔ ۴۰۰ افراد شہید اور ۷۰۰ فوجی زخمی۔

مئی:

۳۔ مئی۔ روس نے افغانستان کو چار سو سکڈ میزائل فراہم کر دیئے۔

۴۔ مئی۔ کابل میں بم کے کئی دھماکے ۳۳ افراد ہلاک اور کئی زخمی۔

۲۹۔ مئی۔ افغان مجاہدین قندھار میں داخل ہو گئے۔

جون:

۲۷۔ جون۔ کابل کے نزدیک اسلحہ ڈپو میں زور دار دھماکے ۵ فوجی ہلاک۔

جولائی:

۳۱۔ جولائی۔ افغانستان کا اسلامی تشخص اور خود مختار حیثیت کو بحال کیا جائے۔ سہ فریقی کانفرنس۔

اگست:

یکم اگست - سکڈ میزائلوں کا ڈپو پھٹنے سے کابل میں قیامت ٹوٹ پڑی سینکڑوں افراد ہلاک ہو گئے۔

۲۲۔ اگست - افغان کے آزاد صوبہ کنڑ میں جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ کی قائم کردہ امارت اسلامی پر حزب اسلامی نے دوسری افغان جہادی تنظیموں کے اشتراک سے بائیس ہزار کے لشکر کے ساتھ حملہ کیا۔

۳۰۔ اگست۔ حزب اسلامی کے کنڑ کے مرکز اسعد آباد پر حملہ کے ٹھیک ۸ دن بعد امیر جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ امام الجہاد شیخ جمیل الرحمٰنؒ کو باجوڑ ایجنسی کے صدر مقام خار پر ایک عرب باشندے اشرف البیلی نے دھوکے سے شہید کر دیا۔

ستمبر:

۱۴۔ ستمبر۔ نیگیٹو سمٹری معاہدہ' روس اور امریکہ کے

درمیان طے پا گیا۔ جس کے تحت دونوں ملکوں نے مجاہدین اور نجیب انتظامیہ کو یکم جنوری سے امداد بند کرنے کا اعلان کیا۔

اکتوبر:

۵۔ اکتوبر۔ سوویت یونین نے عبوری حکومت میں نجیب کی شرکت کی شرط بھی واپس لے لی۔

۷۔ اکتوبر۔ پاکستانی علاقے میں افغان میزائل گرنے سے ایک شخص ہلاک اور ۲ زخمی ہو گئے۔

۱۲۔ اکتوبر۔ افغان مسئلہ پر پاکستان اور روس کے سفیروں کی جنرل اسمبلی کے صدر سے بات چیت۔

۱۸۔ اکتوبر۔ سوویت یونین اور افغان مجاہدین کے درمیان سمجھوتہ کو کابل کی نجیب انتظامیہ نے مسترد کر دیا۔

۲۶۔ اکتوبر۔ افغان طیاروں کا پاکستان کے سرحدی علاقے پر نیپام بموں سے حملہ۔

۲۸۔ اکتوبر۔ امریکہ نے اخلاقیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے افغان مجاہدین کی امداد قبل از وقت بند کر دی۔

نومبر:

۱۳۔ نومبر۔ رشین فیڈریشن نے افغان مجاہدین کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

۱۴۔ اکتوبر۔ روس افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام پر رضا مند ہو گیا۔

۱۸۔ نومبر۔ سوویت یونین نے افغانستان میں اپنی جارحیت کو غیر آئینی تسلیم کر لیا اور افغان عبوری حکومت کے وزیراعظم پروفیسر عبدالرب رسول نے ماسکو معاہدہ مسترد کر دیا۔

دسمبر:

۶۔ دسمبر۔ افغان مجاہدین کی ۹ بڑی جماعتوں نے ایک سمجھوتہ پر دستخط کر دیئے جس کے تحت افغانستان کے لیے ایک کونسل قائم کی جائے گی جو موجودہ عبوری حکومت کی جگہ لے گی۔

کشمیر میں ظلم و ستم کے روز و شب

جنوری:

دہلی کے نزدیک ہندو غنڈوں نے نو مسلمان شہید کر دیئے گے جبکہ ۱۰۰ زخمی ہوئے۔

مارچ:

۲۔ مارچ۔ بارہ مولا کی مسجد میں بھارتی فوج کی وحشیانہ فائرنگ امام مسجد سمیت متعدد نمازی شہید۔

۳۱۔ مارچ۔ سری نگر میں بھارتی فوج کی وحشیانہ فائرنگ ۲۰ مسلمان شہید متعدد زخمی۔

اپریل:

۴۔ اپریل۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی کمانڈو آپریشن۔

۵۔ اپریل۔ سری نگر میں ۱۲ گھنٹے تک کشمیری مجاہدین اور فوج میں زبردست لڑائی۔

۹۔ اپریل۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج نے ۴۰۰ مسلمانوں کو شہید کر دیا۔

۱۱۔ اپریل۔ ہزاروں بھارتی فوجیوں نے سری نگر کے علاقے کا محاصرہ کر لیا۔

۲۲۔ اپریل۔ سری نگر میں عید گاہ کے قریب بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ متعدد مسلمان شہید۔

۲۳۔ اپریل۔ کشمیری مجاہدین کو کچلنے کے لیے بھارت نے سڑکوں پر ٹینک لگا دیئے۔

۲۶۔ اپریل۔ وادی نیلم میں بھارتی فوج کی مسلسل وحشیانہ فائرنگ۔

۲۸۔ اپریل۔ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں کے خلاف بھارتی فوج نے بھاری توپ خانے کا استعمال کیا۔

۲۹۔ اپریل۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج نے بڈگام اور پٹن کا محاصرہ کیا۔

مئی :

۳۔ مئی۔ بھارتی حریت پسندوں کے ٹھکانوں پر بھارتی ہیلی کاپٹروں سے راکٹوں کا حملہ۔

۷۔ مئی۔ بھارتی فوج نے کنٹرول لائن کے نزدیک ۸۱ حریت پسند شہید کر دیے۔

۸۔ مئی۔ کشمیر میں ۸۱ افراد کی شہادت پر سوگ میں مکمل ہڑتال اور جھڑپوں میں پندرہ افراد ہلاک۔

۱۵۔ مئی۔ بھارتی فوج نے مقبوضہ کشمیر میں پوری بستی نذر آتش کر دی۔

۲۹۔ مئی۔ بھارتی فوج نے بارہ مولا کی مرکزی مسجد کو شہید اور تیس مکانات کو نذر آتش کر دیا۔

جون :

۳۔ جون۔ مقبوضہ کشمیر کے تین شہروں میں رات بھر گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی' جس میں ۳۱ افراد ہلاک ہو گئے۔

۱۰۔ جون۔ بھارتی فوج نے کشمیر میں ایک مسجد نذر آتش کر دی۔

۲۶۔ جون۔ بھارتی فوجیوں نے کشمیری مسلمانوں کو عید گاہوں میں نمازِ عید کی ادائیگی سے روک دیا جس کے نتیجے میں فائرنگ سے ۱۲ افراد شہید ہو گئے۔

۲۸۔ جون۔ سری نگر میں مجاہدین نے تین اسرائیلی کمانڈوز کو ہلاک اور چھ کو پکڑ لیا۔

جولائی :

۱۰۔ جولائی۔ کپواڑہ (مقبوضہ کشمیر) میں قتل عام ۱۱۳ مسلمان شہید کر دیئے گئے۔

۱۳۔ جولائی۔ مقبوضہ کشمیر میں اسرائیلی کمانڈوز کی پراسرار سرگرمیوں میں اضافہ۔

۲۹۔ جولائی۔ سری نگر میں کشمیری مجاہدین کے ٹھکانوں پر بھارت کے فضائی حملے ۳۷ افراد ہلاک۔

۳۰۔ جولائی۔ کشمیر میں فوج اور مجاہدین کے درمیان گلی کوچوں میں لڑائی ۲۶ فوجی ہلاک ۷ حریت پسند درجنوں افراد گرفتار کر لیے گئے۔

اگست :

۲۔ اگست۔ وادی نیلم میں بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ سے ۵ شہری شہید ۶ زخمی۔

۱۶۔ اگست۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارت کے یوم آزادی کا مکمل بائیکاٹ۔

۲۶۔ اگست۔ بھارتی فوج کی مسلسل فائرنگ ۔ لوگ وادی نیلم سے نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔

ستمبر:

۲۵۔ ستمبر۔ سری نگر میں مجاہدین اور بھارتی فوج کے درمیان شدید لڑائی۔

اکتوبر:

۱۳۔ اکتوبر۔ مقبوضہ کشمیر میں جھڑپوں میں ۲۵ حریت پسند شہید' ۱۱ بھارتی فوجی ہلاک۔

۲۵۔ اکتوبر۔ امریکی وفد کا خفیہ دورۂ کشمیر' بش حکومت کو رپورٹ پیش کر دی۔

۱۲۔ اکتوبر۔ کشمیری حریت پسندوں نے فرانسیسی انجنیئر کو اغوا کر لیا۔

نومبر:

۲۹۔ نومبر۔ کنٹرول لائن کے قریب بھارتی فوج نے مجاہدین پر ایک بڑا حملہ کیا جس میں ۵۰ افراد شہید ہو گئے۔

دسمبر:

یکم دسمبر۔ سیکٹر میں خونریز لڑائی جس میں ہیلی کاپٹر استعمال ہوئے۔ بھارتی فوج نے ۵۳ کشمیری شہید کر دیئے۔

۱۴۔ دسمبر۔ اڑی سیکٹر میں بھارتی فوج اور کشمیری مجاہدین کے درمیان لڑائی۔ ۱۵۰ بھارتی ہلاک اور ۴۳ مجاہدین شہید۔

۲۱۔ دسمبر۔ مقبوضہ کشمیر میں خون ریز جھڑپیں ۱۸ حریت پسند شہید اور ۱۴ بھارتی فوجی مارے گئے۔

۲۷۔ دسمبر۔ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کی بستی نذر آتش وادی میں مکمل ہڑتال۔

درسِ حدیث

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ :
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

نعمان بن بشیر رضؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دعا ہی عبادت ہے" پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت پڑھی" اور تمہارے پروردگار نے فرمایا مجھ سے دعا مانگو میں تمہارے لئے قبول کروں گا" (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" دعا عبادت کا مغز (گودہ) ہے : (ترمذی)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ : رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے زیادہ معزز (بزرگ) نہیں ہے"۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ : (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ (ترمذی)

نوٹ : یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف جلد ا کتاب الدعوات الفصل الثانی سے لی گئی ہیں

نسلی و لسانی تحریکوں کی ہوا' مجاہدین کی صفوں کو الٹ نہ دے۔

اس کا مطلب یہ ہو گا کہ افغان مجاہدین کے لئے ابھی آزمائش کے کٹھن مراحل باقی ہیں اس مرحلہ پر اگر ملت افغان نے خدا کے پسندیدہ دین اسلام کے اصول و ضوابط نہ اپنائے' اور عالم اسلام نے اسلامی فریضہ ادا کرنے میں تغافل سے کام لیا' تو خدا کا یہ وعدہ سچ ہو کر رہے گا کہ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٍ مُسَمًّى۔ افغان احزاب سے گذارش ہے کہ وہ بدلتے حالات کو مدنظر رکھ کر اپنی صفوں کو مضبوط بنائیں پارٹی مفادات اور اقتدار کے تصور سے بالاتر ہو کر متحدہ اسلامی افغانستان کے مستقبل کی فکر کریں کیونکہ افغان مجاہدین کے خلاف ایسے ہاتھ کار فرما ہیں جنہوں نے سیاسی لحاظ سے نجیب کو مجاہدین کے مقابلے میں زندہ فریق کا مقام دے دیا ہے۔

اس میں غیروں کی جفاکاری کے ساتھ ساتھ اپنوں کی غیر دانشمندی بھی شامل نظر آتی ہے مگر یہ حقیقت تاریخ اسلام میں روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمانوں کے بدخواہ نہایت عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے ہیں۔ اسلام خیر خواہی کا نام ہے" ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کی خیر خواہی چاہنے کی کوشش کرے۔ اس مہذب دور میں یہ کسی طرح بھی جائز نہیں کہ ملکی مفاد کی خاطر دوسرے ملک کے باشندوں کے مصائب کو طوالت دے دی جائے۔

"جمہوریت نواز" اور الجزائر کی اسلامی نجات پارٹی

"الجزائر میں ۱۶ جنوری کو ہونے والے دوسرے مرحلے کے انتخابات کو وزیراعظم شاذلی بن جدید کو مستعفی ہونے پر مجبور کرنے کے بعد مصنوعی آئینی بحران پیدا کر کے معطل کر دیا گیا۔ الجزائری فوج نے عوام کا یہ فیصلہ تسلیم نہ کرتے ہوئے براہ راست اقتدار پر قبضہ کرنے کی بجائے ایک آئینی کونسل تشکیل دے کر اپنے اختیارات استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ ملک کے اندر افراتفری' بدامنی نہیں تھی' کوئی سماوی آفت نازل نہیں ہوئی تھی' پھر یہ کیا بپتا پڑی کہ اتنا انتہائی اقدام اٹھانا پڑا۔

یہ ہوش رُبا بپتا انتخابات کے پہلے مرحلے میں اسلامک سالویشن فرنٹ کی غیر معمولی اور حیران کن کامیابی کی صورت میں پڑی۔ راسخ العقیدہ مسلمانوں کی اس جماعت نے سب سے پہلے ۱۹۹۰ء کے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیا اور بڑی واضح اکثریت حاصل کی حالیہ انتخابات میں حکمران جماعت این۔ ایل۔ ایف (N.L.F) نے متوقع "خطرہ" کے پیش نظر دوسرے "ممکنہ اقدامات" کے علاوہ انتخابی حلقہ بندیاں تک تبدیل کر دیں' مگر ع الٹی ہو گئیں سب تدبیریں۔

اسلامک سالویشن فرنٹ (F.I.S) یعنی اسلامی نجات پارٹی پارلیمانی انتخابات میں ۲۶ دسمبر کے پہلے مرحلے میں ۴۳۰ نشستوں پر مشتمل قومی اسمبلی کی ۲۰۶ فیصلہ شدہ نشستوں میں سے ۱۸۸ نشستیں لے کر ملک کی سب سے بڑی جماعت کے طور پر ابھری۔ دوسرے مرحلے میں اسے قطعی اکثریت کے لیے صرف ۲۸ نشستوں کی ضرورت تھی۔ دوسرے راؤنڈ میں کوئی معجزہ ہی اس جماعت کو اقتدار سے الگ کر سکتا تھا' لہٰذا مغرب نواز سیکولر طبقہ پر مشتمل فوج نے یہ معجزہ کر دکھایا اور مصنوعی بحران پیدا کر کے اسلامی نجات پارٹی کے اقتدار کا رستہ روکتے ہوئے انتخابات کا دوسرا مرحلہ معطل کر دیا۔

"راسخ العقیدہ مسلمانوں پر مشتمل اسلامی سالویشن فرنٹ نے جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ کی طرح اس جمہوری نظام میں یہ کہہ کر مجبوراً حصہ لیا اگرچہ ہم اس طرز انتخاب کو اسلامی نہیں سمجھتے لیکن اگر آپ کہتے ہیں تو چلو یوں ہی سہی اور پھر انتخابات میں بھرپور کامیابی حاصل کی۔ سالویشن فرنٹ نے اقتدار پر قبضے کے لیے کوئی چور دروازہ اختیار نہیں کیا کوئی شب خون نہیں مارا' اور نہ ہی وہ کسی سازش کے نتیجے میں برسر اقتدار آ رہے تھے انھوں نے دورِ جدید کے مروجہ جمہوری تقاضوں کے مطابق رائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہادِ قلم

◉ اہلِ قلم ساتھیو! بیسویں صدی عیسوی کا اختتام اور پندرھویں صدی ہجری کا آغاز کچھ اس طرح سے ہو رہا ہے کہ عالمِ اسلام داغ داغ، زخم زخم ہے

◉ — دھرتی پہ کہیں بھی ایسا گوشۂ عافیت نہیں جہاں سے مسلمانوں کو نویدِ سکوں ملے

◉ — شبِ تیرہ میں محرومیوں، مجبوریوں کے آسیب ہمارا مقدر بن گئے ہیں

◉ — خوش رنگ سحر کی تلاش میں بھٹکتے بھٹکتے جسم خوں بخوں ہیں — اور یہ ہمارے اعمالِ بد کا ہی ردِ عمل ہے

◉ — افغانستان — مقبوضہ کشمیر اور فلسطین میں ہم اپنی ایسی ہی غفلتوں کا کفارہ ادا کر رہے ہیں

◉ — اب خوابیدہ قومِ مسلم نے انگڑائی لی ہے، مجاہدینِ اسلام نے ہر سو مورچے سنبھال لیے ہیں۔ جن سے خوفزدہ ہو کر

◉ — دشمنانِ اسلام نے سازشوں کے ذہنی اور آہنی جال پھیلائے ہیں۔

◉ — ان نازک اور پیچیدہ حالات میں

مسلم ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں کا فرضِ اولین ہے کہ وہ قلمی جہاد سے اغیار کو لاچار اور بے بس کر دیں ◉ **ہم** ایسے ہی دردمند قلمکاروں کے رشحاتِ قلم کے منتظر ہیں ◉ براہِ کرم اس قلمی جہاد میں حصہ لیتے ہوئے اپنے مضامین درج ذیل پتہ پر ارسال فرمایئے گا، شکریہ

مدیرِ اعلیٰ، اردو ماہنامہ **"دعوت"**
پوسٹ بکس نمبر ۶۱۴ - جی پی او صدر - پشاور
پاکستان

عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرکے انتخابات میں کامیابی حاصل کی تھی۔

"الجزائر کے حالات دنیا کی جمہوریت نواز اقوام بالخصوص یورپ اور امریکہ کے لیے لمحہ فکریہ ہیں جو اپنے آپ کو جمہوریت کا چیمپئن اور عوامی حقوق کا علمبردار ظاہر کرتے ہیں الجزائر میں ان کا دوہرا معیار کھل کر سامنے آ رہا ہے اور ان کے لیے مشکل صورت حال پیدا کر رہا ہے۔ چین میں جمہوریت کے حامی طلباء کے مظاہروں کے خلاف مزاحمت پر پوری دنیا میں واویلا کیا جاتا ہے کشمیر میں ہونے والے مظالم تو انھیں نظر نہیں آتے مگر پاکستان میں سندھ کے حوالے سے انسانی حقوق کی پامالی نظر آ جاتی ہے۔ الجزائر اور برما ایک لحاظ سے ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں کہ ان ممالک میں فوج نے عوام کے واضح مینڈیٹ کو تسلیم نہ کرنے کا تاثر دیا ہے۔ برما کی اپوزیشن لیڈر آنگ سان سوچی کو امن کا نوبل انعام دیا جاتا ہے جبکہ الجزائر میں "بنیاد پرستی" کے ہوتے کے پیش نظر جمہوریت کے قتل پر بھی فوج کی تنقیص کرنے کی بجائے مدح و ستائش کی جاتی ہے۔ الجزائر میں انھیں جمہوریت کی کامیابی "بنیاد پرستی" کی کامیابی نظر آتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جمہوریت صرف وہ ہے جس کی بنیاد سیکولرزم پر ہو۔ افغانستان کے مجاہدین روس کے ساتھ برسرپیکار تھے تو ان کی "بنیاد پرستی" امریکہ اور اس کے حواریوں کو نظر نہیں آ رہی تھی کہ اس لڑائی میں ان کے حریف کو زک پہنچ رہی تھی مگر جب روس سیاسی منظر سے غائب ہوا تو وہی مجاہدین "چھاپہ مار" قرار پائے اور گردن زدنی کے لائق ڈاکٹر نجیب اللہ قابل ستائش ٹھہرا اور اب افغانستان میں سیکولرزم نظام کو کھوٹے سکے کی طرح چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

الجزائر میں راسخ العقیدہ سلفی مسلمانوں کی کامیابی گویا غضب ہو گیا یورپ، امریکہ اور پوری دنیا کے سیکولر طبقے میں صف ماتم بچھ گئی۔ الجزائر کے اندر سیکولر طاقتوں کے ہوش اڑ گئے یہاں تک کے نگران وزیراعظم پہلے مرحلے کے نتائج کے بعد انتخابات میں حصہ لینے والی طاقتوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ "اگر سیکولر قوتیں نظم و ضبط کا ثبوت دیں اور خود کو انتخابات کے دوسرے مرحلے کے لیے تیار کرلیں تو ابھی بہت کچھ بچایا جا سکتا ہے۔"

یورپ، امریکہ اور پوری دنیا کے سیکولر طبقے آنے والے اسلامی دور کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس دور کو مختلف حیلوں سے دبایا تو جا سکتا ہے، ملتوی تو کیا جا سکتا ہے، مگر روکا نہیں جا سکتا۔ پوری دنیا میں بیداری کی لہر اٹھ رہی ہے اسلامی بلاک، اسلامک ورلڈ آرڈر اور پاکستان سے لے کر وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں، مسلم افغانستان، ایران اور ترکی تک کی فیڈریشن یا اتحاد یہ سب اگرچہ ابھی تجاویز ہیں اور تمناؤں سے آگے نہیں بڑھ سکیں، تاہم پریسلر اور اس قبیل کے مسلم دشمنوں کا کرب دیدنی ہے ان حالات میں عالم اسلام کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں ورنہ ع تمھاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں۔

"اسلام کی طرح مسلم برادری بھی عالم گیر ہے مسلمان خواہ کسی خطے، علاقے، نسل، رنگ اور زبان کا حامل ہو وہ مسلم برادری کا ایک رکن ہے۔ کسی ایک مسلمان کی خوشی، غمی اور تکلیف پورے عالم اسلام کے لیے مشترک ہوتی ہے اور ہونی چاہیے۔

ابتلاء کے اس دور میں الجزائر کے لوگوں کو ثابت قدم رہنا ہو گا کہ یہی ان کی اصل آزمائش ہے۔ راسخ العقیدہ سلفی نوجوانوں کی تحریکیں تمام اسلامی ممالک میں کام کر رہی ہیں، ہر تحریک کو اپنے اپنے وقت پر ان منطقی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جس سے اس وقت اسلامی نجات پارٹی یا اسلامک سالویشن فرنٹ گزر رہی ہے۔ فرنٹ اس موقع پر اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھے جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کی ہمدردیاں اور دعائیں فرنٹ اور تمام دنیا کی سلفی تحریکوں کے ساتھ ہیں، وقت پڑنے پر جماعت وہ سب کچھ کر گزرے گی جو اس کے دائرہ کار میں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حامی و مددگار ہوں۔

سُرخ ریچھ کی موت کے بعد

کٹھ پتلی حکومت کا کوئی جواز نہیں :

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کا موقف

پچھلے دنوں وزیر اعظم نواز شریف اور صدر غلام اسحاق خان نے اسلام آباد میں افغان احزاب کے سربراہوں کو اکٹھا کیا تاکہ افغان مسئلہ کے بارے میں کوئی متفقہ رائے قائم کی جا سکے۔ امارت اسلامی کنڑ کے امیر شیخ سمیع اللہ کے علاوہ اس ملاقات میں جن دوسرے افغان رہنماؤں نے ملاقات کی ان میں انجینئر گلبدین حکمت یار، پروفیسر ربانی، پروفیسر مجددی، پیر گیلانی، مولوی محمد نبی محمدی، قاضی امین وقاد، آیت اللہ محسنی اور مولوی منصور شامل تھے۔ "دعوت" نے شیخ صاحب سے اس ملاقات کے بارے میں اپنا مؤقف بیان کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے مندرجہ ذیل موقف کا اظہار کیا۔

یہ ملاقات حکومتِ پاکستان کی اس خواہش کا مظہر تھی کہ افغان مسئلے کو حل کرنے کا یہ سنہری موقع ہے اور اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اگر افغان مجاہدین اپنے اختلافات ختم کر کے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جائیں اور ایک متفقہ مؤقف اور لائحہِ عمل طے کریں تو افغان مجاہدین کے دورۂ ماسکو کے مثبت نتائج و اثرات کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔

اس سلسلے میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ایک ایسی عبوری حکومت کا ڈھانچہ تیار کیا جائے جسے روس تسلیم کر کے، نجیب حکومت سے اقتدار افغان عبوری حکومت کو منتقل کرا سکے۔ اسی سلسلے میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ موجودہ افغان عبوری حکومت ہی کو وسعت دے کر اقتدار منتقل کر دیا جائے۔ جو آزادانہ انتخابات کے بعد منتخب حکومت کو اقتدار منتقل کر دے۔ اس تجویز کا ایک حل یہ بھی پیش کیا گیا کہ موجودہ عبوری شوریٰ کو وسعت دے کر سات بڑی تنظیموں سے چھ، چھ اور چھوٹی تنظیموں سے دو، دو اور دونوں شیعہ اتحادوں سے بھی چھ چھ افراد لے لیے جائیں اور یوں شوریٰ میں توسیع کر دی جائے۔ اس کے علاوہ ایک قائدین کی شوریٰ تشکیل دی جائے۔ قائدین کی یہ شوریٰ بلاتفریق چھوٹی بڑی تمام جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ہو کہ افغان جہاد کے لیے کسی بھی جماعت کی قربانیوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ان فیصلوں کی حمایت اور مخالفت کے سلسلے میں اپنے مؤقف کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہمارا مؤقف تین اصولی نکات پر مشتمل ہے۔

(۱) افغان جہاد افغانستان میں اعلائے کلمۃ الحق اور صرف قرآن وسنت کی بالا دستی اور لادینی قوتوں کے خلاف شروع کیا گیا تھا اور اسی غرض سے پندرہ لاکھ شہداء نے افغانستان کی سرزمین کو اپنے خون سے لالہ زار کیا تھا لہٰذا ہرایسی حکومت جس میں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور قرآن و سنت کی حاکمیت کے نفاذ کی ضمانت ہو، وہ جس طرح قائم ہو خواہ سیاسی حل کے نتیجے میں یا فوجی اور عسکری جدوجہد کے ذریعے، ہمیں قبول ہے اور ہماری تمام قوتیں اور توانائیاں اس کی تائید کے لیے صرف ہوں گی۔

(۲) افغان جہاد کے مقصد سے متصادم جو بھی حکومت قائم ہو گی ہم اس کی مخالفت کریں گے۔ کیونکہ ایسی حکومت کا قیام افغان جہاد کی تیرہ سالہ جدوجہد پر پانی پھیرنے کے مترادف ہو گا اور اگر ایسا ہوا تو ایسی حکومت کی ہم مقدور بھر مخالفت کریں گے۔

(۳) ہم کسی ایسی حکومت کو بھی نہیں مانیں گے جس میں نجیب یا اس کے لادین اور کمیونسٹ ساتھی شامل ہوں گے۔ ایسا کرنا ہمارے نزدیک پندرہ لاکھ شہداء کے خون سے مذاق کرنے کے مترادف ہو گا۔ کٹھ پتلی حکومت کے خالق کی موت کے بعد ویسے بھی اس کا عقلی اور اخلاقی جواز نہیں رہتا۔

ماسکو مذاکرات کا تذکرہ کرتے ہوئے شیخ صاحب نے فرمایا کہ اس سے اتنا تو ہوا ہے کہ روس نے افغانستان میں اپنی جارحیت کا اعتراف کیا ہے ماسکو وفد میں شامل افغان لیڈروں کے بقول انہوں نے روس کو یہ بات بھی سمجھائی ہے کہ تره کئی سے لے کر اب تک کی کابل حکومتیں عوامی تائید سے محروم ہیں اور اسے اسلامی حکومت کے قیام، اقتدار کی منتقلی، اور افغانستان کی تعمیر نو میں کردار ادا کرنے پر رضامند کیا ہے۔

وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے شیخ صاحب نے فرمایا کہ ان مسلم ریاستوں کو ۷۰ سالہ سیاسی جبر، مذہبی پابندیوں اور الحاد پر مبنی تعلیم و تربیت نے اسلام کے فکری اور عملی پہلوؤں سے بہت دور کر دیا ہے اس کے باوجود ان کے اندر کا اسلام مر نہیں سکا لہٰذا کیمونزم کی موت کے بعد ان ریاستوں کے اِس خلا کو اسلامی تعلیم اور تربیت سے ہی پر کیا جا سکتا ہے لہٰذا عالم اسلام کو عموماً اور ہمسایہ مسلم ممالک کو خصوصا اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ ان نو آزاد مسلم ریاستوں کو ان کا شاندار ماضی یاد دلانے کی ضرورت ہے اسلام کی خدمت کے سلسلے میں اس خطے کے ائمہ خاص طور پر امام بخاریؒ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ کتب حدیث میں انکی صحیح بخاری کا مرتبہ اور مقام ہر ذی علم کے علم میں ہے۔ یہ انہی لوگوں کی گم گشتہ میراث ہے۔

جہاں تک ہماری جماعت، جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کا تعلق ہے تو یہ قرآن و سنت کی تعلیمات کے نفاذ اور جہاد کی داعی ہے اس کی دعوت کسی ایک علاقے اور ملک کی پابند نہیں ہے پاکستان اور افغانستان کے اندر ہمارے ۳۰۰ کے قریب مدارس تعلیم و تربیت کا کام کر رہے ہیں صرف پشاور میں ہمارے ایک مدرسہ "المعہد الشریعہ" میں چودہ ممالک سے تعلق رکھنے والے طلباء حصول علم میں مصروف ہیں ہماری خدمات ان مسلم ریاستوں کے نوجوانوں کے لیے بھی حاضر ہیں ہم ان کی تعلیم و تربیت، خوراک، لباس اور دیگر ضروریات پوری کریں گے اور تعلیم و تربیت کے سلسلے میں ہر طرح کی امداد بھیجنے کے لیے بھی تیار ہیں یہ ہم اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔

بقیہ : ماہ رجب کی بدعات

صفحہ ۲۸ سے آگے

واقعہ صرف اتنا ہے کہ آپ ﷺ کو مقام بلند اور اعزاز برتر سے سرفراز کرنے کیلئے بیت المقدس کے بعد آسمانوں کی سیر کرائی گئی بعض عجائب قدرت کا مشاہدہ کرایا گیا جس میں آپ ایک ایک آسمان سے ہوتے ہوئے سِدرَۃُ المُنتَہیٰ تک تشریف لے گئے، اس سے آگے آپ ﷺ کے جانے کا ثبوت نہیں، چہ جائیکہ عرش معلیٰ پر (معاذ اللہ) آپ کا اللہ سے بغل گیر ہونا، راز و نیاز کی باتیں کرنا اور اسی انداز کی دوسری باتیں ایسی سب باتیں بالکل بے اصل ہیں، چنانچہ ایک حنفی عالم مولانا عبدالحی لکھنویؒ لکھتے ہیں۔

وصوله الى ذروة العرش لم يثبت فى خبر صحيح ولاحسن ولا ثابت اصلاً وانما صح فى الاخبار انتهاءه الى سدرة المنتهى فحسب الخ

"عرش کی بلندی تک آپ کا پہنچنا کسی حدیث صحیح و حسن سے ثابت نہیں، صرف سدرۃ المنتہیٰ تک آپ ﷺ کی رسائی ثابت ہے، اس سے آگے نہیں"۔

اسی طرح بعض اور بے اصل باتیں لکھ کر وہ کہتے ہیں کہ ان کا کوئی ثبوت نہیں۔

ولم يثبت لا يجوز لنا ان نجترئ على ذكره بل يجب علينا ان لا نذكره

(غاية المقال فيما يتعلق بالنعال۔ مجموعہ ثمانیہ رسائل صفحہ ۱۵ طبع لکھنؤ)

"اور جن چیزوں کا ثبوت نہ ہو انہیں بیان کرنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان کے ذکر سے احتراز ضروری ہے"

اس لیے واقعہ معراج کی جو تفصیل احادیث صحیحہ میں ملتی ہے صرف وہی بیان کرنی چاہیئے۔ یہ اعجازی واقعہ بجائے خود بڑی اہمیت کا حامل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص شرف و امتیاز کو بیان کرنے والا ہے۔ ہمیں از خود اس میں نئے نئے اضافے کر کے اس کو معمہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات سے محفوظ رکھے اور خالص بے آمیز اور سادہ اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ابو حذیفہ

اللہ کی توفیق اور مخلص رُفقا کی رفاقت

پہاڑوں کو سر کرتی اور سمندروں میں راستہ بنا دیتی ہے

متحدہ جمعیت اہلحدیث کے شرعی امیر جناب حافظ محمد یحیٰ عزیز میر محمدی کا پہلا خطاب

۳۰ اگست ۱۹۹۱ء باجوڑ ایجنسی کے صدر مقام خار میں امارت اسلامی کنڑ کے امیر امام المجاہد شیخ جمیل الرحمٰنؒ کو شہید کر دیا گیا ان کی شہادت سے جو سیاسی اور انتظامی خلا پیدا ہوا اس کو ان کی نماز جنازہ ادا کرنے سے قبل نئے امیر کو منتخب کر کے پورا کیا گیا اور یوں جماعۃ الدعوۃ الی القرآن و السنہ کے نئے امیر شیخ سمیع اللہ نے ان کی نماز جنازہ کی امامت کی۔ اس اقدام کی پاکستان کے اندر اور پاکستان کے باہر تحسین کی گئی، پاکستان کے اندر اس اقدام کا یہ مثبت ردعمل سامنے آیا کہ متحدہ جمعیت کے شرعی امیر کی شدت کے ساتھ کمی محسوس کر کے، اسے پورا کرنے کی کوششیں شروع کر دی گئیں بالآخر ۹ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ ۱۶ دسمبر ۱۹۹۱ء بروز سوموار جماعت کے مرکزی دفتر میں ایک اجلاس منعقد ہوا جو دو نشستوں پہ مشتمل تھا۔

پہلی نشست میں مشاورتی کمیٹی، سپریم کونسل اور دستور کمیٹی کی کارکردگی پیش کی گئی اس کے علاوہ شرعی امارت کے ضمن میں علماء کے مشورے اور ان پر اعتراضات اور اعتراضات کے جوابات ہوتے رہے جو نماز عصر کے بعد ہونے والی دوسری نشست پر بھی محیط تھے۔

آخر میں شیخ الحدیث مولانا عبداللہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب انصار اور مہاجرین میں اختلاف شروع ہوا تو حضرت عمرؓ نے موقع کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: "اَدْرِکْ ھٰذِہِ الاُمَّۃَ قَبْلَ اَنْ تَفْتَرِقَ" لوگ امارت کے لئے جو اختلاف کر رہے ہیں اس کا تدارک، امت کے اختلاف اور افتراق سے پہلے ہی کر لیجئے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی امارت سے یہ اختلاف ختم ہو گیا۔ اگر ہم اخلاص کے ساتھ کوشش کریں تو یہ مسئلہ آج ہی حل ہو سکتا ہے اس کے بعد شیخ الحدیث نے عہدہ اور صدارت سے اپنی برأت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں امارت کے لیے مولانا حافظ محمد یحیٰ عزیز میر محمدی کا نام پیش کرتا ہوں اس اعلان کے ساتھ ہی حاضرین مجلس میں سے اکثر کی آنکھیں مسرت سے اشکبار ہو گئیں کہ نامزدگی درست ہو گئی ہے، علماء ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کر رہے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد حافظ صاحب کو سٹیج پر آ کر خطاب کرنے کی دعوت دی گئی خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے جو خطاب کیا اس کے اہم نکات حسب ذیل درج ہیں:

۱۔ مجھ جیسے کمزور متاع علم و عمل سے تہی دامن کی نامزدگی یقیناً اس بات کی علامت ہے کہ جماعت میں کوئی زلزلہ آگیا ہے آزمائش کے اس گڑھے میں مجھ ایسے گمنام اور گوشہ نشین کو کھڑا کر دینا کیا اس بات کی علامت نہیں ہے؟

۲۔ میں یہ بوجھ عارضی طور پر اٹھانے کے لیے تیار ہوں ہمیشہ کے لیے میں یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔

۳۔ یاد رکھیے کہ کسی بھی کام کی تکمیل دو چیزوں کی موجودگی میں ہی ممکن ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی خصوصی باران رحمت اور توفیق (۲) مخلص رفقاء کی رفاقت۔ ان دونوں عناصر کی موجودگی

پہاڑوں کو سر کر دیتی ہے اور سمندر میں خشک راستہ بنا دیتی ہے۔ جب آدمی پورے اخلاص کے ساتھ اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ ہم بھی اپنی تمام تر مدد و توفیق اور برکات تمہارے حوالے کررہے ہیں اور یوں بظاہر 'ان ہونی' 'ہو' جاتی ہے۔

۴- اگر آج حسن ظن کی بناء پر میری کمر پر یہ بوجھ ڈال دیا ہے تو پھر ہر جائز کام میں میرے دست و بازو بنیں ایسا نہ ہو کہ بوڑھا آدمی میدان میں کھڑا آپ کے تعاون کا انتظار کرتا اکیلا رہ جائے۔

۵- وقت کی قدر، عہد کی پابندی اور ایک دوسرے کا اکرام ہمارا معمول ہونا چاہیئے۔ اس سے کامیابی ہمارے قدم چومے گی انشاء اللہ۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ دس بجے کا وقت دیا جائے مگر آپ ۲ بجے تشریف لائیں۔

۶- محبت اور خدمت کا جذبہ قوموں کو سربلند و سرفراز اور نفاق و شقاق قعرِ مذلت میں گراتا ہے اللہ کی نصرت اور تائید غیبی غیب ہو جاتی ہے۔

۷- ایک دوسرے کے قریب آنے کے لیے باہمی بدگمانیاں ختم کر دیں اور اللہ سے دعا کریں "لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" "اے اللہ جتنے بھی ایمان والے ہیں ان کے بارے میں ہمارے دلوں کو میل اور بغض سے پاک کر دیجئے۔ اسلام نے مسلمانوں کے تین درجات مقرر کئے ہیں (۱) مہاجر جنہوں نے دین کی خاطر اپنا گھر بار، اولاد، اہل و عیال چھوڑے اور دین کے لیے عظیم قربانیاں دیں (۲) انصار جنہوں نے لٹے پٹے مہاجرین کو اپنے حقیقی بھائیوں کی طرح اپنی جائیدادوں میں شریک کیا اور دینی رشتہ خونی رشتے سے سبقت لے گیا (۳) بعد کے لوگ، یہ لوگ پہلے طبقات اور پہلے ادوار کے لوگوں کے ساتھ اتنی محبت رکھتے ہیں کہ جب بھی اپنے لیے بخشش مانگتے ہیں تو ساتھ ساتھ ان کے لیے بھی دعا کرتے ہیں کہ "رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ" ان کے دل میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ ہے خواہ وہ دنیا کے کسی ملک اور کسی خطے کا رہنے والا ہو۔

۸- آپ کا طرز زندگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا آئینہ دار ہونا چاہیے اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ہر طرح کی قربانی دیں اور اس جدوجہد میں دنیا کی پرواہ نہ کریں۔

۹- آپ اس نامزدگی پر مجھے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں یہ اعزاز نہیں بوجھ ہے، وہ بوجھ جو کمر توڑ دیتا ہے "وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ" یہ نیندیں حرام کر دینے والا بوجھ ہے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میرے حق میں دعائے خیر کریں کہ اللہ اس پر رحم فرمائے اور اس کی مدد فرمائے۔

۱۰- اگر آپ نے زندہ قوموں کی طرح کام کیا اور شب و روز ایک کر دیئے تو آپ دیکھیں گے کہ کوئی جماعت بھی اہلحدیث کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ انشاء اللہ۔

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ، متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے شرعی امیر کے تقرر کے اس مبارک اور سعید موقعہ پر اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہے کہ وہ جمعیت کے اصحاب الرائے اور ارکان شوریٰ کو اخلاص، محبت اور سلف صالحین کے طریقے پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ جمعیت اللہ تعالیٰ کی تائید، حمایت اور رحمت سے جادۂ حق کی کٹھن گھاٹیوں سے گزرتی ہوئی اپنی منزل کی طرف گامزن رہے اور اس سفر میں شیطان کے ہتھکنڈوں اور شر سے محفوظ رہے۔

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے ہوئے اپنے اِس مؤقف کا اظہار کرتے ہوئے کہ ہماری دعائیں اور تمام تر توانائیاں متحدہ جمعیت کے ساتھ ہیں، یہ عزم بھی ظاہر کرتی ہے کہ مشکل حالات اور آزمائش کی گھڑیوں میں ہم آپ کے شانہ بہ شانہ نظر آئیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

MONTHLY DAWAT URDU

ماہنامہ مجلۃ توحید و جہاد

دعوت

جنوری ۔ فروری ۹۲ء

امارت اسلامی کنر افغانستان

- اسلامی شریعت کا قیام
- امن عامہ کا انتظام
- اسلام دشمن قوتوں کا اختتام
- جہاد فی سبیل اللہ کا دوام
- افغانستان کی مکمل آزادی کا اہتمام
- افغان جہاد میں قربانیوں کا مقام اور نیک انجام
- قرآن و سنت کی دعوت عام
- اسلامی تربیت کا فروغ عام
- اسلامی اقدار و ثقافت کا استحکام
- یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کا انتظام

درسِ قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا‌ ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ‌ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ○ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ‌ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ○ (سورۃ الحجرات پ۲۶ - آیت ۹-۱۰)

ترجمہ: اور اگر مومنین میں سے دو جماعتیں (آپس میں) لڑ پڑیں، تو (غیر جانبدار مومنو) ان دونوں کی صلح کرا دو۔ پس (اس صلح کے بعد) اگر دونوں میں سے ایک جماعت دوسری پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنیوالی جماعت کے ساتھ لڑو، یہاں تک کہ وہ (زیادتی کرنیوالی جماعت) اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر (یہ زیادتی کرنیوالی جماعت اللہ کے حکم کی طرف) لوٹ آئے تو دونوں (ظالم اور مظلوم) کے درمیان برابری کی (سطح پر) صلح کرا دو، اور تم انصاف کرو۔ بتحقیق اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے:

بلاشبہ مومن (آپس میں) بھائی بھائی ہیں پس تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے: